REGD NO. P.67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

THE WEEKLY BADR QADIAN.

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۳

شمارہ ۴۵

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

نائب: فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ "
ممالک غیر -/۸ "

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۵ نومبر ۱۹۶۴ء	۲۹ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ	۵ نبوت ۱۳۴۳ ہش

اخبار احمدیہ

قادیان ۳ نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۳۱ اکتوبر بوقت ۸½ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے رات نیند بھی آتی رہی

... نقاہت

احباب جماعت حضور کی شفائے کاملہ کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

قادیان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال مورخہ ۵ نومبر ۶۴ کو پاکستان سے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب افراد خاندان حضرت کو خیریت سے واپس لائے۔ آمین اور دین کی بڑھ چڑھ کر خدمات سر انجام دینے کی توفیق دے۔ آمین۔

مغربی بنگال کے ایک جید عالم، فاضل دیوبند حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے!!

کلکتہ میں ایک جلسہ اور مولانا کی طرف سے قبول احمدیت کا اعلان

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ)

احباب جماعت یہ سن کر از حد خوش ہوں گے۔ کہ مغربی بنگال کے ایک بہت بڑے عالم مولانا عبد الحنان صاحب جعفری بیعت کر کے داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہو گئے ہیں۔

مولانا عبد الحنان صاحب جعفری دیوبند کے فارغ التحصیل ہیں۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد بنگال کے مختلف عربی درسگاہوں میں آپ بطور معلم کام کرتے رہے ہیں۔ اور آجکل کلکتہ کے نواحی مقام [illegible] میں ایک پرانی عربی درسگاہ "مبین العلوم" کے ناظم ہیں۔ اور ماشاء اللہ مغربی بنگال میں جید علماء کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۰ سال ہے۔ آپ کو تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کا از حد شوق ہے۔ عیسائیوں اور آریوں سے آپ کے تبادلہ خیالات بھی ہوتے رہے ہیں۔ مولانا عربی کے علاوہ اردو فارسی اور انگریزی میں بھی اچھی خاصی دسترس رکھتے ہیں۔ عیسائیوں سے مباحثات کرنے کی وجہ سے ہی آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لٹریچر کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام کی عربی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد تو آپ حضور کے عاشق دلدادہ ہو گئے۔ اور پھر آپ کے دعاوی پر غور و فکر کرتے رہے۔ اسی دوران میں غیر مبائعین سے بھی آپ کا تعارف ہوا۔ اور ان کا لٹریچر بھی مطالعہ کیا۔ مگر اپنی احمدیت کے اعلان کی جرأت اور جذبہ پیدا نہ ہو سکا۔ بالآخر

ماہ ستمبر ۱۹۶۴ء کے آخر میں حسن اتفاق سے ہماری مولانا سے ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات مولانا موصوف کے مکان پر ہی ہوئی۔ جس میں خاکسار کے ہمراہ مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل۔ مکرم میاں محمد عمر صاحب سہگل اور مکرم منشی شمس الدین صاحب بھی تھے۔ مولانا موصوف نے ہماری ملاقات پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں اپنے ایمان کا اظہار فرمایا۔ کہ میں ۲۰ سال تحقیق کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب ہی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔ جن کے بارہ میں قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں بشارات موجود ہیں۔

چند بار کی ملاقاتوں کے بعد مولانا موصوف نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ اب میں چاہتا ہوں کہ کلکتہ میں آکر جلسہ عام میں اپنی احمدیت کا اعلان کر دوں۔ چنانچہ اس کے لئے ۱۸ اکتوبر (بروز [illegible]) کی تاریخ مقرر ہوئی۔ مسجد احمدیہ کلکتہ میں اجلاس کے انعقاد کا انتظام کیا گیا۔ مکرم سیٹھ میاں محمد عمر صاحب سہگل خود جا کر اپنی کار میں مولانا موصوف کو لے آئے۔ احباب جماعت کے علاوہ چند غیر احمدی دوست بھی اس اجلاس میں شریک تھے۔ سوا بارہ بجے قبل از نماز ظہر اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو مولانا موصوف کے شاگرد اور ہماری جماعت کے مبلغ مکرم حبیب الرحمن صاحب فانی نے کی۔ بعد ازاں خاکسار نے اختصار سے حاضرین مجلس سے مولانا موصوف کا تعارف کرایا۔ اور بتایا کہ مولانا موصوف ۲۰ سالہ تحقیقات کے بعد احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اب غیر احمدی علماء اور دوسرے دوستوں کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ بھی مولانا موصوف کی باتوں کی طرف توجہ دیں۔ اور حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے دعاوی پر سنجیدگی سے غور و فکر کریں۔ تاکہ ان پر بھی حق منکشف ہو سکے۔

اس کے بعد مولانا عبد الحنان صاحب جعفری نے تقریر شروع کی اور بتایا کہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تحقیق کے لئے کس طرح تحریک ہوئی اور بالآخر کس طرح وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ واقعی حضرت اقدس علیہ السلام مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں اور نبی اور رسول ہیں۔ دوران تقریر میں آپ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر دعویٰ کو قرآن مجید سے ثابت کر سکتے ہیں۔ اور اب ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے دعویٰ کی تصدیق کریں۔ ضمنی طور پر آپ نے وفات مسیح ناصری علیہ السلام اور اجرائے نبوت کے بارہ میں قرآن مجید کی آیات سے استدلال فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اب علماء اور سنجیدہ طبع لوگ ہمارے پاس

(باقی صفحہ ۹ پر)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا ۷۳واں

جلسہ سالانہ

جملہ احباب جماعت احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۴ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تاکہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے اُٹھا سکیں۔

لہذا جملہ احباب جماعت عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے، کہ جمعہ اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے مواقع پر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کر کے زیادہ سے زیادہ احباب و زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی برکات سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

طابع صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روح پرور لٹریچر

عربی زبان میں ایک محاورہ ہے کلام الملوک ملوک الکلام کہ بادشاہوں کا کلام، کلام کا بادشاہ ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بادشاہی کے منصب پر فائز ہوتا ہے اس کی زبان سے ایسی جچی تلی بات نکلتی ہے کہ جو اپنی جامعیت کے اعتبار سے عوام کے کلام سے درجہ امتیاز رکھتی اور تاثیر کے لحاظ سے نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ دنیا کے بادشاہوں کے کلام میں یہ خوبی انفرادی طور پر پائی جائے یا نہ یہ یقینی بات ہے کہ روحانیت کے بادشاہوں (خدا تعالیٰ کے انبیاء ماموریں و مرسلین) کے کلام میں ایسی خوبی ضرور موجود ہوتی ہے۔ روحانی سلسلہ میں جس شخص کو خدا تعالیٰ چن لیتا ہے تو اس کے ساتھ سو فیصدی ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے۔ اس کی گکنت والی زبان میں بھی ایسی روانی بخشتا ہے اور اس کے کلام میں ایسی تاثیر پیدا کر دیتا ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ اور علماء زمانہ بھی دل سے اس کی لیاقت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے دلائل سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

وہی موسیٰ علیہ السلام جو ایک طرف لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ (میری زبان روانی سے نہیں چلتی) کہہ کر اپنی کمزوری کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن جب بحکم الٰہی دونوں بھائی فرعون کے دربار میں پہنچ جاتے ہیں تو دیکھیں وہی موسیٰ علیہ السلام کس خوبی سے اپنے مافی الضمیر کو ادا کرتے ہیں اور بڑی جمعیت کے سامنے ایسی مدلل تقریر کرتے ہیں کہ سب پر چھا جاتے ہیں۔

اس سلسلہ میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان تو بہت ہی بلند و ارفع ہے جبکہ ایک اُمّی انسان نے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء کو لاجواب کر دیا۔ قرآن مجید کی وحی متلو نے فرمایا: یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کے مطابق وہ جوامع الکلام جو حضور کو بارگاہِ ایزدی سے عطا ہوئے وہ سب اسی شاندار عمارت کے بلند مینار ہیں جو رہتی دنیا تک ایک زندہ نشان اور معجزہ کے طور پر روشن رہیں گے۔

الغرض جس شخص کو خدا تعالیٰ اپنے لئے چن لیتا ہے۔ پھر اُسے ایسی قوتِ بیانیہ عطا فرماتا ہے جس کے سامنے دوسرے عاجز آ جاتے ہیں اور اس کی بات سے اثر قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ فی زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اس نعمت کا ایک وافر حصہ عطا ہوا۔ چونکہ یہ تحریر کا زمانہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح کو خصوصیت سے اس میں غیر معمولی امتیازی نشان بخشا اور آپ کو سلطان القلم قرار دیا۔ چنانچہ حضور نے خدا تعالیٰ کے القاء کے ماتحت اپنے منجانب اللہ ہونے کے دلائل سے لے کر صداقتِ اسلام اور حقیقتِ قرآن کے براہین پر مشتمل بیسیوں کتابیں اردو، عربی اور فارسی میں تالیف فرمائیں جو آج بھی متلاشیٔ حق کی راہنمائی کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتی اور پیاسی روحوں کے لئے آبِ حیات کا رنگ رکھتی ہیں۔ حضور کے تیار کردہ اس لٹریچر میں ایسی روحانی کشش اور جاذبیت ہے کہ ناممکن ہے کوئی متلاشیٔ حق بن کر محض بالطبع ہو کر ان کا مطالعہ کرے اور اس پر حقیقت منکشف نہ ہو۔ ایسی مثالیں بکثرت ملتی ہیں کہ جن سنجیدہ افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے متعلق جستجو کی خواہش پیدا ہوئی اُنہیں حضور کی اپنی تصانیف کے مطالعہ کا موقعہ ملا وہی کہہ اُٹھے سب

نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اسی پرچہ بدر میں پہلے صفحہ پر کلکتہ کے ایک جید عالم کے حلقہ بگوشِ احمدیت ہونے کی تفصیل دی گئی ہے۔ اس بزرگ کی جماعت احمدیہ کی طرف راہنمائی کا اصل ذریعہ بھی حضور کی پُر نور تصانیف ہی بنی ہیں۔ اور مولانا کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی اصل کتب کے مطالعہ کی طرف اُن کا دل پھیر دیا۔ حتیٰ کہ لمبے تحقیقی مطالعہ کے بعد مولانا نے جو فیصلہ کیا وہ بڑا ہی بابرکت اور قابلِ تقلید ہے اور اس کے ساتھ یہ بات ایک بار پھر زیادہ واضح صورت میں سامنے آ گئی کہ حضور علیہ السلام کی اپنی تصانیف کے اندر ایک خاص برکت اور تاثیر ہے۔

اسی طرح اسی پرچہ میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا ایک مضمون ذکرِ حبیب کے عنوان سے شائع ہو رہا ہے اس میں بھی حضرت سیدہ موصوفہ نے مختصر مگر جامع الفاظ میں اسی بات کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ بیشتر غیر از جماعت لوگ جو جماعت احمدیہ کے بارہ میں غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں تو اس کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ ان لوگوں نے حضور کے لٹریچر کا مطالعہ نہیں کیا۔ محض اپنے نام نہاد علماء کی سُنی سنائی باتوں پر یقین کر کے جماعت کے متعلق ایک غلط فیصلہ پر قائم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ احبابِ جماعت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تیار کردہ لٹریچر کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے زیرِ تبلیغ افراد کو حضور کی کتب کے مطالعہ کی ترغیب دیا کریں۔ ایسا کرنے سے ایک تو اُنکی غلط فہمیاں دور ہونگی دوسرے سنجیدہ مزاج افراد کو حضور کی صداقت سمجھنے کے لئے زیادہ سہولت پیدا ہوگی انشاء اللہ۔

زبان اپنی بات اُنکی

دہلی کے ایک ہفتہ وار اخبار "اتالیق" کا ایک پرچہ ہمیں موصول ہوا ہے اس میں "اقبال احمد دہلی" نام کے ایک "مسلمان" کا ایک مختصر نوٹ بعنوان "ہم نے اسلام کیوں قبول کیا" شائع ہوا ہے۔ نام سے تو مضمون نگار مسلمان ہی معلوم پڑتا ہے مگر عجیب قسم کا مسلمان ہے کہ مسلمانی کے جامہ میں الحاد و بے دینی کا سبق پڑھا رہا ہے۔ اس نوٹ کا ایک حصہ ملاحظہ ہو:-

"آج کسی مذہبی جماعت کی صحیح تعلیم، اُس کے افراد کی خوشحالی، کامیابی اور فراغت کے نتائج پر منحصر ہے اس لحاظ سے مسلمان آج سے سو سال پہلے پیچھے تھا اور آج بھی۔ باوجود یکہ مسلمان کاریگر لیاقت کے باوجود سست تھا ہے۔ صرف اس لئے کہ اُس کی جماعت اور اُس کا مذہب "انشاء اللہ" کے جذبے کے تحت اُسے اپنی ضروریات اور اپنی فنی اہلیتوں میں توازن قائم رکھنے کے لئے بیدار نہیں کر سکا؟"

اور پھر اپنے ہی خیال میں اس کا نتیجہ نکالتے ہوئے مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہوئے لکھتا ہے:-

"ضرورت ہے کہ ہم اپنے اہلِ مذہب کو "پدرم سلطان بود" کی رٹ سے باہر لے آئیں اور جس طرح ہم نے دعاؤں اور پتھر کے زمانے کو چھوڑ کر ایٹم کے زمانے تک پیش قدمی کی ہے اُسی طرح اخلاقی فلسفے کو ہم مذہبی وابستگی کے بغیر بھی اس دُنیا میں پُر امن، خوشحال اور کامیاب ہو کر چلا سکتے ہیں اور یہی اسلام اور دیگر مذاہب کا بہت بڑا حصہ ہے۔" (اتالیق دہلی ۹ر اکتوبر ۱۹۶۲ء)

گویا مسلمانوں کی موجودہ بدحالی مضمون نگار کے نزدیک مسلمانوں کی غیر صحیح تعلیم کا نتیجہ ہے اس لئے مسلمانوں کو زیادہ دیر تک اپنے مذہب سے چمٹے نہیں رہنا چاہیے بلکہ اخلاقی فلسفے کا سہارا لینا چاہیئے جو مذہبی وابستگی سے بالکل الگ ہو تاکہ خوشحالی کی زندگی پائیں۔ والعیاذ باللہ

حقیقت یہ ہے کہ خود مضمون نگار بات کی اصلیت کو سمجھ نہیں پائے۔ فی زمانہ مسلمان جو کاہل اور سست اور نتیجۃً بدحال ہیں تو اس کی وجہ صحیح اسلامی تعلیمات سے اُن کا انحراف ہے نہ کہ اُن پر عمل۔ آج کا مسلمان بے عمل ہو چکا ہے۔ اُس کی بے عملی کا نتیجہ کاہلی اور سستی اور بدحالی ہے۔ اسلامی تعلیم کی عظمت معقول دنیا میں آج بھی مسلّم ہے اس کی مثال تو اس مریض کی ہے جس کے پاس تیر بہدف نسخہ موجود ہے مگر وہ نہ تو اُسے ٹھیک طور سے استعمال کرتا ہے اور نہ ہی پرہیز کرتا ہے تو شفا کا منہ کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ ہر اسلامی نسخہ اپنی جگہ پر درست اور صحیح ہے۔ اس کی ہدایت پر کاربند ہونے والے آج بھی سربلند ہیں اور پُر امن خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ہماری مراد اس سے احمدیہ جماعت کے افراد ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ جماعت نے اسلامی تعلیمات کو اپنایا اس لئے آج دینی ہو یا دُنیاوی اپنے حالات کے لحاظ سے وہ کسی سے پیچھے نہیں۔ کیا بلحاظ ذہنی نوع انسان کی خیر خواہی کے اور کیا بلحاظ ملک و ملت کی خدمت کے سب جگہ ان کا ریکارڈ امتیازی حیثیت کا حامل ہے عیاں را چہ بیاں؟

جہاں تک مسلمانوں کی موجودہ خستہ حالی کا تعلق ہے۔ درحقیقت یہ بھی اسلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ حضرت مقدس بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر قبل از وقت اس بات کی خبر دے رکھی تھی کہ اسلام اپنے عروج کو پہنچ کر پھر زوال پذیر ہوگا۔ مگر اس کا یہ دورِ زوال محض وقتی نوعیت کا ہوگا۔ ایسا وقت گزر جانے کے بعد قدرتِ حق اس کے دوبارہ احیاء اور روحانی عروج کے سامان کریگی۔ جسے محاورہ کے رنگ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا بھی آغاز ہو چکا ہے۔ چنانچہ انہی بے عمل مسلمانوں کے زمرہ سے نکل کر جو شخص احمدیت کی آغوش میں آ جاتا ہے وہ اپنے اندر ایک غیر معمولی روحانی تبدیلی پاتا ہے۔ اگرچہ اس کا مذہب اب بھی "انشاء اللہ" کے جذبہ کے ماتحت ہوتا ہے۔ مگر یہ جذبہ محض الفاظ کی حد تک نہیں رہتا بلکہ اس کے پیچھے ایک زندہ قوتِ عملیہ پیدا ہو جاتی ہے جو مشکل سے مشکل کام کو آسان کر دیتی ہے۔ اور احمدیہ جماعت کی فعالیت تو ایک مسلمہ حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔

پس یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ اگر ایک مسلمان اپنی کوتاہ فہمی اور اسلامی تعلیمات کی عظمت سے عدم واقفیت کے باعث محض دوسروں کی دیکھا دیکھی

کامیابی حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت اخلاص اور قربانی میں ترقی کرتی چلی جائے

ہمیں اپنی تمام سستیوں اور غفلتوں کو دور کر کے پوری طرح خدمت دین میں مصروف ہو جانا چاہیئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ایک اہم تقریر

فرمودہ ۲ر جون ۱۹۴۸ء بعد نماز مغرب ـ بمقام رتن باغ لاہور

ان دنوں چونکہ میری طبیعت خراب رہی ہے اس لئے مجلس میں آنے کا موقعہ کم ہی ملتا رہا ہے معلوم نہیں کہ میری طبیعت آنتوں کی خرابی کی وجہ سے خراب ہو گئی ہے یا پھر موسم کی خرابی کی وجہ سے میری یہ حالت ہے کہ میری انتڑیوں میں سوزش اور تکلیف سی رہتی ہے اور یہ

تین چار ہفتہ سے

چلی آرہی ہے۔ پاخانہ کو ٹسٹ کرایا تھا اس میں خون کے سیل پائے گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیل اس سوزش کا نتیجہ ہیں اور یا پھر کوئی رسولی ہے جس کی وجہ سے پاخانہ میں خون کے سیل مل جاتے ہیں۔ شام کے وقت تو طبیعت اتنی نڈھال ہو جاتی ہے کہ میرے لئے اُٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پرسوں یا اترسوں کا واقعہ ہے کہ میں نماز کے لئے باہر نکلا۔ دروازہ کے پاس آیا ہی تھا کہ ایسا معلوم ہونے لگا کہ جیسے گرنے لگا ہوں۔ طبیعت یکدم خراب ہو گئی۔ اور میں واپس چلا گیا اور بستر پر لیٹ گیا۔ اس حالت کی وجہ سے دل میں خیال آتا ہے کہ ہماری جماعت میں ہر وقت ایسے آدمی تیار رہنے چاہئیں جو بوڑھوں کی جگہ لیں

قوم کی ترقی

اور شخصی ترقی ایک جیسی نہیں ہوتی۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی کام کرنے والا مل جائے اور قوم کی اس پر حسن ظنی ہو۔ تو وہ کام کرتا چلا جاتا ہے اور باقی قوم کے افراد میں سُستی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے قائمقام پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ لوگ غفلت میں پڑ جاتے ہیں اور سو جاتے ہیں۔ مگر یہ طریق قومی زندگی کے لئے سخت نقصان رساں ہے۔ قوموں کی زندگی افراد کی زندگی سے بالکل مختلف ہے۔ برطانیہ کو دیکھو تو پندرھویں صدی سے بلکہ بارھویں صدی سے برابر ترقی کی طرف جا رہا ہے آٹھ سو سال سے برابر اسے عزت مل رہی ہے اور ترقی ملتی گئی ہے اور تنزل کی حالت ہی پیدا نہیں ہوئی۔ یہ حالات ایسے ہیں کہ انہیں دیکھ کر دوسرے لوگوں کو فائدہ اٹھانا چاہیئے اور یہی تدبیر گذری ہیں مگر مسلمانوں کے لئے افسوس کہ

سب سے مبارک چیز

ہی تباہی کا موجب ہوئی۔ ہمارا یہ یقین ہے کہ خدا تعالےٰ دُنیاوی معاملات میں دخل دیتا ہے۔ اپنی قدرت نمائی کرتا اور اپنے معجزات دکھاتا ہے اور غیر معمولی مدد اور نُصرت اپنے بندوں کو دیتا ہے۔ یہ عقیدہ اگر ہم بُھلا دیں یا یہ عقیدہ ہم ترک کر دیں تو ہمارا مذہب زندہ مذہب نہیں رہتا۔ دوسرے مذاہب میں یہ چیز نہیں پائی جاتی۔ عیسائیت میں دیکھ لو لوگ معمولی معمولی باتوں کو دیکھ کر سبحان اللہ کہہ دیتے ہیں اور الہی باتوں پر زیادہ خوش ہو رہے ہوتے ہیں۔ ان کا مذہب مذہب تو کہلا سکتا ہے۔ لیکن

زندہ مذہب

نہیں کہلا سکتا لیکن ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خدا تعالےٰ دنیا میں اپنی قدرت نمائی کرتا ہے اور اس عقیدہ میں ہم منفرد ہیں۔ اس عقیدہ میں اور کوئی جماعت یا گروہ ہمارے ساتھ شریک نہیں۔ اگر ہم اس عقیدہ کو چھوڑ دیں تو پھر ہم مذہب کا تو دعوےٰ کر سکتے ہیں مگر یہ دعوےٰ نہیں کر سکتے کہ ہمارا مذہب زندہ مذہب ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ لیحییٰ من حی عن بینۃ۔ اسلام آیا ہی اس لئے کہ وہی زندہ ہے جو معجزات اور دلائل کے ذریعہ زندہ رہتا ہے۔ ابتداء سے ہی

قرآن مجید کا یہ دعوےٰ

چلا آرہا ہے کہ وہ صرف بینات ہی تمہیں نہیں دیتا بلکہ اس کا دعوےٰ ہے کہ وہ تمہیں بینات دیتا۔ اور پھر ان بینات کی وجہ سے تمہیں زندہ کرتا ہے

پس جو ان بینات سے زندہ ہو گیا وہ قرآن مجید نے ہمیں دیں وہی مسلمان ہے اس لئے قرآن مجید دوسرے مذاہب کی طرح خالی بینات کا دعوےٰ نہیں کرتا بلکہ اس کا دعوےٰ ہے کہ وہ تمہیں ان بینات سے زندہ کرتا ہے۔ دوسرے مذاہب والے اگر اپنے دعوے میں سچے بھی ہوں تو انہیں کوئی مشکل پیش نہیں آتی ہے۔ کیونکہ وہ کہہ دیں گے کہ ہمارا مذہب سچا مذہب ہے اور کچھ دلائل بھی دیں گے ہم

صرف دلائل

دے کر دنیا کے سامنے سرخرو نہیں ہو سکتے ہمارا دعوےٰ تو اسی وقت ہی سچا ثابت ہوگا جب ہم اپنی زندگی کا ثبوت بھی دیں۔ ہمارا دعوےٰ ہے کہ خدا تعالےٰ تازہ بتازہ کلام دنیا میں نازل کرتا ہے۔ اپنی قدرت نمائی کرتا ہے۔ اس کے فرشتے آتے ہیں اور انسانوں کو ان کے کاموں میں مدد دیتے ہیں ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کے مصائب کو حل کرتا ہے اور سچے مذہب کو ترقی کی طرف لے جاتا اور دوسرے مذاہب کو تنزل کی طرف لے جاتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم آرام سے بیٹھ جائیں اور کہہ دیں کہ خدا تعالےٰ خود کام کرے گا۔ ہمیں کسی جد و جہد کی ضرورت اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم

سستی اور غفلت

بر تنی شروع کر دیں اور سو جائیں۔ بجائے اس کے کہ ہم جاگیں اور زیادہ بیداری اپنے اندر پیدا کر لیں۔ محنت اور کوشش کریں اور اپنی قربانیاں پیش کریں ہم سو جائیں اور ساتھ ہی یہ خیال کریں کہ خدا تعالےٰ نے خود ہمارے کام کرے گا۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ جیسے ایک بچہ کو گھر والے جگائیں اور کہیں کہ اُٹھو فلاں کام کر دو۔ وہ بچہ اُٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اچھا میں وہ کام کرتا ہوں لیکن جب وہ دوسرے بچے کو کہتے سُنتا ہے کہ میں یہ کام کر دوں گا تو وہ پھر بستر پر گر جاتا ہے اور سو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میرا کام دوسرا کر دیگا مجھے اُٹھنے کی ضرورت نہیں چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم بجائے سونے کے بیدار ہوتے۔ خدا کے نام کو بلند کرتے اور اس کے ذکر میں لگے رہتے۔ ہم میں

احساس خدمت

پیدا ہوتا۔ خدا کے نشانات اور معجزات کو دیکھ کر ہم اس کے زیادہ شکر گذار بندے بن جاتے۔ زیادہ عقلمند بنتے اور زیادہ محنت سے کام کرتے لیکن صورت یہ ہے کہ کہا جاتا ہے خدا جو کہتا ہے کہ میں اسلام کو ترقی دوں گا میں اس کے لئے اپنی قدرت نمائی کروں گا۔

معجزات اور نشانات

دکھاؤں گا تو سب کچھ وہی کرے ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں اور پھر سو جاتے ہیں۔

ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ محمد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب سے بڑھ کر ہیں۔ آپ خدا کے رسول ہیں جو دُنیا میں خدا کے دین کو لے کر آئے اور پھر آپ کو اتنا رفعت اور درجہ دیتے ہیں۔ اور اس میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ آپ کو

عالم الغیب کے درجہ تک

پہنچا دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ خدا تعالےٰ کے عاشق تھے اور نعوذ باللہ من ذالک زور سے خدا سے اپنی بات منوا لیتے تھے گویا خدا تعالےٰ آپ کے تابع تھا۔ خواہ ہمارے عقیدہ کے کوئی الفاظ ہوں مگر نتیجہ اس سے یہی نکلتا ہے سوائے اس عقیدہ کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھیلایا۔ عام مسلمانوں کے عقیدہ کا یہی مطلب نکلتا ہے کہ نعوذ باللہ محمد رسول اللہؐ کے حاکم ہیں۔ اور آپ خدا تعالےٰ کے حاکم ہیں یہ سے تو ہم کہتے ہیں۔ کہ آپ

ہمارے آقا اور سردار

ہیں۔ مگر خود کوئی کام نہیں کرتے صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم خواہ کچھ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض ہے کہ ہماری شفاعت کریں اور خدا تعالےٰ

کا فرض ہے کہ ان کی شفاعت کر خاموشی سے مان لے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ اتنی لمبی نمازیں پڑھا کرتے تھے کہ بعض دفعہ آپ کے پاؤں سوج جاتے اور آپ ضعف کی وجہ سے گر پڑتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اتنے بوڑھے ہو گئے ہیں اور پھر بھی اتنی قربانیاں کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ آپ سے خوش ہے اور اس نے آپ کے اعمال کو قبول کر لیا ہے اور آپ کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ خدا تعالےٰ کے اس اعلان کے بعد آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں۔ آپ کیوں اتنا دکھ پاتے ہیں۔ کیا خدا تعالےٰ نے آپ کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ اس نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیے ہیں۔ پھر آپ کو کس کی ضرورت ہے کہ آپ اس طرح اپنی جان کو تکلیف میں ڈالیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ بے شک خدا تعالےٰ کے مجھ سے وعدے ہیں۔ وہ مجھ سے بہت خوش ہے اور اس نے میرے اعمال کو قبول فرما لیا ہے۔ مگر

افلا اکون عبداً شکوراً

کیا میں اس کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سمجھتے تھے کہ جو کچھ ہوا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے احسانات کا ہی نتیجہ ہے اور جتنے اللہ تعالےٰ کے احسانات زیادہ ہوں گے اتنی ہی زیادہ مجھے خدمت بجا لانی چاہیئے۔ یہ نظریہ اس کا ہے جسے ہم اپنا آقا اور سردار سمجھتے ہیں۔ اور بعض دفعہ آقا مبالغہ کر جاتے ہیں کہ آپ کو خدا تعالےٰ کا بھی سردار بنا دیتے ہیں۔ لیکن ہمارا عمل یہ ہے کہ ہم چپکے سے گھر میں بیٹھ رہتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں پر احسان کرتا ہی ہے۔ وہ مومنوں کے کام آتا ہی ہے۔ وہی سب کچھ کرے گا ہمیں کوئی جدوجہد کرنے کی ضرورت نہیں ہم تو آرام سے سو جاتے ہیں خدا تعالےٰ کے نشانات اور معجزات ہم نے دیکھے ہیں اور اس کے وعدے بھی ہیں مگر بجائے اس کے کہ ہم اس کے احسانات اور معجزات کو دیکھ کر شکر گذار بندے بنا جائیں اور پہلے سے بڑھ کر خدمت بجا لائیں ہم کہہ دیتے ہیں کہ خدا خود کام کرے۔ ہمیں کسی کام کے کرنے کی ضرورت نہیں ایک شخص نے مجھے خط لکھا ہے اور وہ احمدی ہے وہ لکھتا ہے کہ آپ ہر وقت زور دیتے رہتے ہیں کہ یوں قربانی کرو یوں قربانی دو۔

خدا تعالےٰ کے احسانات

ہم پر ہیں۔ ہمارے احسانات خدا تعالےٰ پر ہیں کہ ہم اس کے نبی پر ایمان لائے۔ اس کے نشانات پر ایمان لائے۔ پھر خدا تعالےٰ کی ذات پر ہم ایمان لائے۔ اس کا فرض ہے

قادیان میں مکانات بنائے اور جائدادیں بنائیں۔ اب ہم اپنا نقصان کر کے وہاں سے آ گئے ہیں یہ سب اسی کے کہنے پر بنائے تھے جو اب ہمارے ہاتھ سے جاتے رہے ہیں۔ اب

خدا کا فرض ہے

کہ ہماری خدمت کرے نہ کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی خدمت کرتے پھریں میں سمجھتا ہوں کہ وہ معذور ہے معترض اور بے ایمان نہیں جوش محبت میں وہ یہ پاگلانہ باتیں کہہ گیا ہے

اس کی مثال

ایسی ہی ہے جیسے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے متعلق آتا ہے کہ آپ جنگل میں سے گذر رہے تھے آپ نے ایک گڈریئے کو دیکھا کہ وہ بکری کا بچہ گود میں لئے اس کی جوئیں نکال رہا ہے اور کہہ رہا ہے اے خدا مجھے تجھ سے اتنی محبت ہے کہ اگر تو آدمی ہوتا۔ تو میں تیری اسی طرح جوئیں نکالا کرتا تمہارے کپڑے دھویا کرتا اور اگر تمہارے کپڑے پھٹ جاتے تو نئے تمہارے کپڑوں کو سیا کرتا۔ تمہارے پاؤں میں کانٹے چبھ جاتے تو میں تمہارے کانٹے نکالا کرتا۔ اپنی بکریوں کا دودھ دوہ کر سب سے پہلے تمہیں پلایا کرتا

موسےٰ علیہ السلام

نے جب اس گڈریئے کی باتیں سنیں تو آپ نے اس کو ڈنڈے سے مارا۔ اور کہا نالائق یہ کیا کہہ رہا ہے۔ وہ روتا ہوا بھاگا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام جوان اور تنومند تھے مگر وہ گڈریا بڈھا اور کمزور تھا۔ اس لئے وہ ڈر گیا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو الہام ہوا کہ اے موسےٰ تم نے ہمیں بڑی تکلیف دی ہے۔ یہ

میرا بندہ

تھا وہ اتنا ہی سمجھتا تھا جس کا وہ اظہار کر رہا تھا۔ وہ علم جو ہم نے تمہیں دیا ہے وہ اس کو تو نہیں دیا تھا۔ وہ ہم سے محبت کی باتیں کر رہا تھا۔ اس کے نزدیک بڑی قربانی یہی تھی کہ وہ بکری کے بچے کو اٹھا کر اس کی جوئیں نکالے۔ اور یہی قربانی وہ پیش کر رہا تھا کہ اے خدا اگر تو میرے پاس آ جائے تو یہ بکریاں چھوڑ دوں۔ اور تمہاری جوئیں نکالنے لگ جاؤں۔ اس کے نزدیک بڑی قربانی یہی تھی کہ جب بکری کے بچے کو کانٹا چبھ جاتا تھا تو اس کو اٹھا لیتا اور اس کے کانٹے نکالتا۔ یہی قربانی اس نے

خدا کے سامنے پیش کر دی

کہ اے خدا اگر تو آدمی ہوتا اور تیرے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا تو میں اس بکری کے بچے کو چھوڑ دیتا اور تمہارے کانٹے نکالنے لگ جاتا۔ خدا تعالےٰ نے موسےٰ علیہ السلام سے کہا کہ اس شخص کے پاس بڑی سے بڑی قربانی یہی تھی جو اس نے پیش کر دی۔ تو نے ناحق اسے مارا۔ جا اور اس سے معافی مانگ۔ تا وہ دکھ جو اسے تیری وجہ سے ہوا وہ دور ہو۔ اسی طرح اس آدمی میں بھی

جوش اور اخلاص

ہے مگر صدمہ کی وجہ سے اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے اور جوش میں آ کر اس نے یہ بات کہہ دی ہے۔ لیکن خدا کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ اگر سوچا جائے۔ تو جو قربانی ہم نے کی ہے اس کی توفیق ہمیں کس نے دی تھی۔ قادیان کس نے ہم کو دیا تھا۔ وہ علم ہم کو کس نے دیا تھا۔ جس کی وجہ سے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے وہ دولت ہمیں کس نے دی تھی۔ جس سے ہم نے قادیان میں مکان اور جائدادیں بنائیں۔ کس نے ہم کو ایمان اور نیکی کی توفیق دی تھی کن کانوں سے ہم نے معرفت کو حاصل کیا تھا۔ یہ سب کچھ خدا کا تھا۔ غالب خدا تعالےٰ کے متعلق لکھتا ہے

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یعنی اگر میں نے خدا تعالےٰ کی راہ میں جان بھی دے دی ہے تو کیا ہوا یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ میرا اس پر کوئی احسان نہیں ہے۔ وہ جان بھی تو اسی کی دی ہوئی تھی حقیقت یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کا ہم پر قرض تھا۔ وہ ہم ادا نہیں کر سکتے۔

فتح مکہ کے بعد

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب طائف میں تشریف لے گئے۔ اور غنیمت کے مال تقسیم کئے تو اس وقت ایک نوجوان نے کہا کہ فتح تو ہم نے حاصل کی ہے۔ اور غنیمت کا مال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا ہے۔ آپ نے مدینہ والوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ مجھے ایسی اطلاع ملی ہے۔ ان سب نے کہا کہ ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ ایک نوجوان تھا جس نے یہ بات کہہ دی ہے۔ ہم سب اس سے بری ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہنے والے نے جو کچھ کہنا تھا اس نے وہ کہہ دیا۔ اور جو اس کے منہ سے نکلنا تھا وہ نکل گیا۔ لیکن اے مدینہ والو! تم یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ محمد رسول اللہ بے بس تھے۔ بے در تھے۔ ہم نے آپ کو مدینہ میں پناہ دی۔

بغض اور کینہ کی وجہ سے

مکہ والوں نے آپ کا پیچھا بھی پھر بھی نہ چھوڑا وہ مدینہ پر چڑھ آئے ہم باہر نکلے اور ان سے لڑائیاں کیں۔ ہم نے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ ان لڑائیوں میں ہمارے رشتہ دار مرے۔ ہمارے قبیلہ کے لوگ مرے اور اس طرح ہم نے آپ کو دشمنوں سے بچایا۔ ہم نے ہی مکہ کو فتح کیا۔ اور آپ کی حکومت کو سارے عرب میں قائم کر دیا۔ یہ سب کچھ ہم نے کیا۔ مگر مال و دولت جو ہاتھ آیا۔ وہ آپ نے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ یہ سن کر انصار پر رقت طاری ہو گئی اور گریہ و زاری کی حالت میں انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم تو یہ نہیں کہتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

دوسرا نظریہ

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آخری زمانہ میں ایک نبی لوگوں کی اصلاح کے لئے مکہ میں بھیجا۔ اس کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے مکہ کو عزت دی۔ مگر اس کی قوم نے اس کی مخالفت کی۔ اور اسے وہاں سے نکالنے کے درپے ہو گئی۔ خدا تعالےٰ نے اپنے بندے کو وہاں سے نکال کر لے گیا۔ اور یہ نعمت مدینہ والوں کے سپرد کر دی۔ اس پر بھی مکہ والوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ وہ لڑائی کے لئے باہر نکلے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے کی نصرت کی۔ اور اسے دشمن کے مقابلہ میں فتح عطا کی۔ یہ فتح دنیوی سامانوں سے نہیں ہوئی۔ کیونکہ سامان موجود نہ تھے نہ انصار نے یہ فتوحات حاصل کیں۔ اور نہ مہاجرین نے فتوحات حاصل کیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرشتے اتارے اور ان کے ذریعہ اپنے بندے کو دشمنوں کے مقابلہ پر فتوحات دیں۔ مکہ منتظر تھا کہ اس کا حق اسے ملے

سینکڑوں اور ہزاروں

سال سے جو پیشگوئیاں مکہ کے متعلق چلی آتی ہیں وہ پوری ہوں۔ کعبہ سے بت نکال لئے جائیں۔ اور مکہ کو اس کا حق دے دیا جائے۔ لیکن بجائے اس کے تم والے اسے اپنے ساتھ مکہ لے جاتے۔ وہ اونٹ ہانک کر لے گئے اور مدینہ والے اللہ اور اس کے رسول کو ساتھ لے آئے۔ پس انسان خواہ اس کا نظریہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔ خود ہی ایسی باتیں بنا لیتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ ہماری اپنی خرابی اور نقص کی وجہ سے ہوتا ہے قربانی کے بعد بجائے اس کے کہ ہم میں فخر پیدا ہوتا۔ کبر پیدا ہوتا اور یہ احساس پیدا ہوتا کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔ ہمارے اندر ندامت پیدا ہوتی کہ جو قربانی کیا تھی جو ہم نے پیش کی۔ میں کیا ناقص تھی کہ ہم ایسی

کرتے مگر ہماری حالت میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ہم پہلے سے زیادہ سست اور غافل ہو گئے ہیں اور سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہمیں کسی

قربانی اور جدوجہد

کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوت ہو جانے کے بعد ایک دفعہ منشی اروڑے خان صاحب مرحوم میرے پاس آئے۔ آپ کپورتھلہ کے رہنے والے تھے بڑے مخلص اور نیک تھے۔ پہلے آپ منشی تھے پھر اہلمد ہو گئے اور پھر تحصیلدار ہو گئے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد تحصیلدار بنے تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں صرف پندرہ روپے تنخواہ ملتی تھی۔ اور یہ تنخواہ اس وقت ایک کلرک کے لئے بڑی تنخواہ سمجھی جاتی تھی۔ آپ چھ سات روپے میں گزارہ کر لیتے۔ اور باقی رقم بچا لیتے۔ مہینہ جب ختم ہو جاتا تو آپ قادیان تشریف لاتے۔ اور بچی ہوئی رقم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ آپ عموماً کپورتھلہ سے پیدل چل کر قادیان تشریف لاتے تا زیادہ خرچ نہ ہو۔ اور اس طرح زیادہ سے زیادہ رقم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی جا سکے۔ ہاں اگر اتفاقاً کوئی سواری راستہ میں مل جاتی۔ تو آپ ایک دو آنہ دے کر اس پر بیٹھ جاتے۔ آپ مہینہ میں ایک دفعہ ضرور قادیان تشریف لاتے اور اپنے سارے مہینہ کی بچت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرتے۔ گویا آپ نے اپنا یہ دستور بنا لیا تھا کہ سارا مہینہ روپے جمع کرتے رہیں اور مہینہ کے اختتام پر پیدل چل کر یا تھوڑے سے بہت پیسے خرچ کر کے سواری کے ذریعہ قادیان آئیں اور اپنی نذر پیش کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے کچھ عرصہ بعد آپ قادیان تشریف لائے اور کسی نے اندر آ کر مجھے کہا کہ منشی اروڑے خاں صاحب باہر کھڑے ہیں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو تعلق تھا اسے میں جانتا تھا میں باہر آیا۔ اور جب میں باہر آیا تو منشی صاحب چیخیں مار کر رونے لگ پڑے۔ میں نے سمجھا کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے ہیں۔ اس لئے مجھے دیکھ کر ان کی محبت جوش میں آ گئی ہے اور آپ رو پڑے ہیں۔ میں کھڑا رہا اور آپ دس پندرہ منٹ تک روتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور تین چار یا شاید پانچ تھیلیں

اشرفیاں

جیب سے نکالیں اور کہنے لگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں میں قادیان آیا کرتا تھا اور جو کچھ بچا ہوا ہوتا تھا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا کرتا تھا۔ ہمارے ہاں رواج ہے کہ لوگ راجا کے سامنے اشرفیاں پیش کرتے ہیں جب دیکھ کر مجھے خیال آتا ہے کہ راجہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا نسبت۔ انہیں تو اشرفیاں پیش کی جاتی ہیں لیکن آپ کو پیسے اور روپے۔ خدا کی طرف سے جو عظمت اور بڑائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے اور جو قرب آپ کو حاصل ہے اس کے باوجود آپ کی خدمت میں ہم روپوں کی نذر حقیر پیش کرتے ہیں۔ خیال آیا کہ میں کبھی آپ کی خدمت میں سونے کی نذر پیش کروں۔ پہلے اشرفیاں جمع کروں اور پھر نذر پیش کروں مگر مجھ میں اتنی برداشت کہاں تھی کہ اتنا زیادہ عرصہ آپ سے دور رہوں اور اشرفیاں جمع کروں۔ میں تو مہینہ ختم ہونے تک بمشکل کچھ ہونا لے آتا۔ پیدل آتا یا تھوڑے سے بہت پیسے خرچ کر کے سواری پر بیٹھ جاتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آ کر نذر پیش کر دیتا۔ خواہش تھی کہ سونے کی نذر پیش کروں مگر نوکری ایسی نہ تھی کہ یہ خواہش پوری ہو سکے۔ اور نہ ہی اشرفیاں جمع کرنے کے لئے زیادہ عرصہ تک انتظار کر سکتا تھا اس لئے میری یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔ پھر زمانے نے اسی تگ و دو اور کوشش میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہو گئی۔ پھر میں تحصیلدار بنا۔ (سکھرہ کہہ کر آپ کی چیخ نکل گئی) پھر وقت آیا اور اشرفیاں جمع کیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی زندہ نہ رہے کہ آپ کے حضور نذر پیش کر سکوں۔ ان لوگوں میں یہ درد تھا وہ ویسا ہی تھا جیسے

بکرے کو ذبح کر دیا جائے

تو وہ تڑپتا ہے۔ منشی صاحب نے پھر چیخ ماری۔ پھر جب صبر آیا تو کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائمقام حضرت ام المؤمنین (نور اللہ مرقدھا) ہیں یہ اشرفیاں میری طرف سے بطور نذر ان کے پیش کر دیں۔ دیکھو کتنی بڑی قربانی ہے کپورتھلہ قادیان سے ۲۵-۳۰ میل دور تھا۔ پھر خدا تعالیٰ کا رنگ ہے کہ آپ سارے مہینہ میں جو کچھ جمع کرتے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دیتے اور پھر یہ خواہش بھی رہتی تھی کہ اور زیادہ پیش کریں مگر لمبے عرصہ تک انتظار بھی نہ کر سکتے۔

پھر ان لوگوں میں جس نے بہت زیادہ ادب دیکھا ہے منشی اروڑے خان صاحب مرحوم کے متعلق مجھے یاد ہے کہ ہمارے بچپن میں ہمیں کیلوں کے پتوں کے کھلونے بنا کر دیا کرتے تھے۔ آپ باریک باریک بتوں کے گھوڑے اور اونٹ بناتے جنہیں دیکھ کر ہم بہت خوش ہوتے تھے۔ آپ بڑی اچھی قسم کے کھلونے تیار کرتے تھے۔ ہم آپ کو آتے دیکھ کر بہت خوش ہوا کرتے تھے۔ اور ہمارے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ آپ ہمیں کھلونے بنا کر دیں۔ اب تو شاید مجھے اس قسم کے کھلونے بنانے یاد نہ رہے ہوں گے مگر اس وقت ہم نے بھی ان سے یہ فن سیکھ لیا تھا۔

اسی طرح ایک شخص

پیرا

ہوا کرتا تھا جو عام کاموں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھا ہوا تھا منشی اروڑے خان صاحب پیرا کا بہت ادب کیا کرتے تھے اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خادم تھا۔ اور آپ کے دروازہ پر رہتا تھا جب بھی آپ قادیان تشریف لاتے پیرا کے پاس ضرور جاتے اور اس سے معانقہ کرتے اور

دو آنہ چار آنہ

کے پیسے اس کے ہاتھ پر رکھتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ پیرا اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں رہتا ہے اس لئے اس کا ادب کرنا بھی ضروری ہے چونکہ آپ کی آمدنی کم تھی اس لئے آپ اسے دو آنہ چار آنہ ہی دیتے تھے۔ اور اس وقت کے لحاظ سے یہ کم بڑی چیز تھی۔ اسی قسم کے احساسات ان لوگوں میں پائے جاتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب ہمارے احساسات ان لوگوں کی نسبت زیادہ ہونے چاہئیں۔ ہمارا کام اب بڑھ گیا ہے اور یہ کہنا کہ اس وقت ایک احمدی کے مقابلہ میں دنیا کی دو ارب آبادی تھی غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر اس وقت ایک احمدی تھا تو اس پر صرف دس آدمیوں کی نظر پڑتی تھی۔ اب اگر ہماری تعداد ایک لاکھ ہے تو ایک کروڑ آدمیوں کی نظر ہم پر پڑتی ہے پہلے ہمارے مخالف اگر دس تھے تو اب سو ہیں۔ اس وقت احمدیت سے زیادہ لوگ واقف نہیں تھے۔ اب جیسے جیسے ہم بڑھتے جاتے ہیں۔ ویسے ہی ہماری مخالفت بھی بڑھ رہی ہے۔ اور زیادہ لوگوں کی نظریں ہم پر پڑتی ہیں۔ سوال یہ نہیں کہ ہم کیا ہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ دنیا اپنی جہالت سے ہم کو کیا سمجھتی ہے پس پہلے اگر ایک کے مقابل پر دس تھے تو اب ایک کے مقابل پر بہت زیادہ ہیں۔ جو ہمیں دشمنی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں پس ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ پہلے کتنے تھے اور اب کتنے ہیں۔ دیکھنا یہ چاہیئے کہ پہلے کتنے لوگوں کی نظریں ہم پر پڑتی تھیں اور اب کتنے لوگوں کی نظریں ہم پر پڑتی ہیں۔ پہلے ایک شہر کے چند محلوں سے نکل کر دوسروں کو ہمارا پتہ بھی نہ ہوتا تھا کہ ہم کون ہیں۔ اب بھی کئی ایسی جگہیں ہیں جہاں کے لوگوں نے ہمارا ذکر نہیں سنا۔ پچھلے دنوں ایک دوست مجھے ملنے آئے تھے جو سی۔ پی کے علاقہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے

احمدیت کا ذکر

اب تک نہیں سنا تھا۔ کچھ دن ہوئے میں بمبئی گیا وہاں سے احمدیت کے متعلق کچھ معلومات ملی ہیں لیکن اس قسم کی جگہیں اب بہت کم ہیں دیہات۔ قصبے اور بڑے شہروں کے سب لوگ ہمیں جانتے ہیں۔ دنیا کے کناروں پر بھی کوئی ایسی جگہ ہو تو ہو جہاں ہمارا ذکر نہیں پہنچا۔ غرض یہ خیال کرنا بیوقوفی کی علامت ہے کہ اب دنیا میں امن قائم ہو گیا ہے۔ اور یہ کہ ہم پہلے سے بہت زیادہ طاقتور ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نسبتاً کمزور ہیں۔ پہلے اگر ایک کے مقابل پر دس آدمی تھے تو اب ایک کے مقابل پر سو ہیں۔ بلکہ ایک اور دس کا سوال ہی نہیں رہا۔ ایک لاکھ کے مقابلہ میں تیس کروڑ یا پچاس کروڑ ہیں۔ لوگ ہمارے متعلق پہلے یہ خیال کرتے تھے کہ

یہ لوگ فقیر ہیں

اور فقیروں کا کیا مقابلہ کرنا ہے۔ لیکن اب لوگوں کی ہماری طرف توجہ ہے۔ ہم نے اس حالت کا مقابلہ کرنا ہے۔ یاد رکھو کہ صرف جذبات کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر صرف یقین کر لینا ہماری مشکلات کو دور نہیں کر سکتا۔ یہ سمجھ لینا کہ خدا خود ہماری مدد کرے گا اور اپنے معجزات اور نشانات سے اپنے دین کی نصرت اور مدد کرے گا۔ اور ہم اپنے کام میں سست ہیں اور غفلت برتیں تو یہ ہمیں کامیاب نہیں کر سکتا بلکہ اب ہمیں تمام سستیوں اور غفلتوں کو دور کر کے پوری طرح اپنے کام میں لگ جانا چاہیے اگر کوئی یہ سمجھ کر احمدیت میں داخل ہوا ہے کہ اسے سونے کے لئے پھولوں کی سیج ملے گی تو وہ دھوکا خوردہ ہے احمدیت میں داخل ہو کر تو سولی پر چڑھنا ہو گا۔ اور جو سولی پر سوتا ہے اس سے زیادہ احمق اور کون ہو گا۔ پس اگر ہم اب سو جاتے ہیں۔ اور اپنے کام میں سستی اور غفلت سے کام لیتے ہیں تو یہ پاگل پن کی بات ہے ہمیں تو پہلے سے بھی زیادہ قربانی کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ پہلے اگر دس گنا قربانی کی ضرورت تھی تو اب بیس گنا قربانی کی ضرورت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اگر ہم نے دنیا میں ترقی کرنی ہے تو ہمیں اپنی قربانی کے معیار کو بھی بلند کرنا ہو گا۔ اگر ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے جیسا کہ ہمارا دعویٰ ہے تو ہمیں اپنے اخلاص میں پہلوں سے بھی

ذکرِ حبیبؑ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم

رقم فرمودہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے یہ قیمتی مضمون لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کے سالانہ اجتماع کے لئے رقم فرمایا تھا۔ چونکہ آپ خود تشریف نہیں لا سکیں تھیں اس لئے مورخہ ۲۸ اکتوبر کے پہلے اجلاس میں حضرت سیدہ ام متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے یہ مضمون پڑھ کر سنایا۔ ہدیہ ایمان افروز مقالہ کو الفضل سے یہاں نقل کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔۔۔۔۔۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

السّلام علیکم۔ میں سفر میں ہوں اور جو روایات میں نے پہلے بیان کی ہیں ان کی کوئی کاپی اس وقت میرے پاس نہیں۔ نہ ہی ٹھیک یاد ہے کہ کیا پہلے لکھ چکی ہوں۔ میرے پاس بہت اہم روایات کا ذخیرہ نہیں۔ اکثر چھوٹی چھوٹی گھریلو باتیں ہیں۔ سوچتی ہوں کہ پہلی بیان کردہ روایات کو نہ دُہرانے لگوں۔ گو میرے خیال میں کوئی ہرج بھی نہیں۔ مجھے تو وہی چھوٹی چھوٹی یادیں بھی بہت عزیز ہیں خواہ ہزار بار ذکر کروں۔ صرف آپ سننے والوں کا خیال ہے

میری نظر میں اب تک وہ نقش تازہ ہیں۔ آپ کی باتیں آپؑ کا ٹہلنا لکھنا، نماز پڑھنا وضو کرنا سونے کا انداز غرض سب کچھ گویا آج بھی دیکھ رہی ہوں۔ واقعی ایک نوری نور تھا جس نے وہ زمانہ پایا اور نہ دیکھ سکا نہ پہچان سکا اس کی قسمت پر افسوس ہے۔ میں جب آپؑ کا چہرہ یاد کرتی ہوں تو سوچتی ہوں بجز دِل کے اندھوں کے اور جن کے قلوب پر مُہر لگ چکی تھی کون اس منہ کو دیکھ کر کاذب کہہ سکتا تھا؟ نُورِ صداقت تو اس پیشانی سے ہی برستا رہتا تھا اور نور ہی نُور آپؑ کی ہر بات سے مترشح ہوتا تھا۔ روشنی ہی روشنی پاکیزگی ہی پاکیزگی ظاہر و باطن، خلوت و جلوت میں نمایاں نظر آتی تھی۔ بشریت کے جامہ میں ایک اس دنیا کی ملونی سے الگ خاص پاک روح معلوم ہوتا تھا کہ خدا تعالےٰ نے بھیجدی ہے۔ اپنے کام کے لئے جو دُنیا میں ہے بھی اور دُنیا میں نہیں بھی۔

میری شہادت جو میرے اپنے ایمان اور اپنی ذات کے لئے ہے محض روایات اور تحریروں پر ہی بنا نہیں رکھتی بلکہ اوّل اصل اس کی رویت پر ہے دید و شنید پر ہے یعنی بچپن سے آپؑ کو بہت نزدیک سے دیکھا آپؑ کی باتیں سُنیں۔ آپ کو عاشق الٰہی پایا۔ عاشق محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پایا۔ بہت بچپن کی تفصیلیں اگرچہ اکثر یاد نہیں رہتیں مگر جو اثر طبیعت پر آپؑ کا وجود و شمائل دودھ پینے کی عمر سے چھوڑ رہا تھا وہ ہوش سنبھالتے سنبھالتے گہرا ہوتا گیا۔

اور جتنا بھی قریب سے، غور سے دیکھا نور ہی نور پایا۔

ایک صاحب جو بدنصیبی سے بیعتِ خلافت سے الگ ہوتے ہی جو پھسلے تو پھسلتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر اس رنگ میں اعتراض کرنے کا گزشتہ ایام میں خصوصًا بیڑا اُٹھایا تھا کہ گویا آپؑ کا دعوےٰ نبوت کا تھا ہی نہیں۔ اور بڑی دیدہ دلیری سے حوالے آپؑ کے اس دعوے کے طلب کئے اور مجھے بھی مخاطب کیا تھا حوالے تو ایک بھائی نے الفضل میں فورًا پیش کر دیئے تھے مگر خاص طور پر دعا و استخارہ کر کے اللہ تعالےٰ سے حق نمائی چاہنے کی بھی نصیحت فرمائی تھی۔ خدا تعالےٰ سے نُصرت تو ہر دم طلب کرتی ہی ہوں مگر عجیب بات ہے کہ بغیر استخارہ کے ہی مجھے بہت عرصہ پہلے اس کے متعلق خواب آ چکا ہوا ہے دل تو چاہا کہ ان کو لکھ دوں اور یہ بھی لکھوں کہ وہ حوالے جو مخالفین کے مقابلہ میں وہ خود نکال کر جمع کیا کرتے ہوں گے ضرور جب وہ سلسلہ سے منسلک تھے وہی اپنے پرانے لوٹ دیکھ لیں۔ اگر کتب پڑھنے کی فرصت نہیں تو۔ اور اپنی بیوی کو حلف دیکر پوچھیں کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کا کیا درجہ اُس زمانہ میں سمجھا کرتی تھیں۔ مجھے امید تو ہے کہ وہ سچ بولیں گی اگر قسم دیا جائے تو۔ ہم نے تو آنکھ کھول کر نبی ہی کا سُنا نبی ہی دیکھا اور نبی ہی پایا آپؑ کو۔ اب میرا خواب بھی سُن لیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بہت تھوڑے عرصہ کے بعد غالبًا اسی سال میں میں نے دیکھا کہ آپؑ حجرہ میں کھڑے ہیں۔ میں بھی پاس ہوں۔ آپؑ دروازہ کے قریب ہیں اور باہر نکلنے کو ہیں کہ میں نے سوال کیا (آپؑ کو ظلی نبی بروزی نبی کہتے ہوتے ہیں تو ابّا! مجھے سمجھا دیں ظلّی نبی بروزی نبی کس طرح بنتا ہے (دونوں لفظ میں نے خواب میں بولے ہیں) آپ نے دروازے کے دہلیز پہ کھڑے ہو کر انگلی خاموشی سے آسمان کی جانب اُٹھائی (گویا اشارہ کیا) اور میں نے دیکھا کہ کالی چاند بہت ہی چمک اور آب و تاب سے آسمان پہ نظر آ رہا ہے۔ پھر آپؑ نے اُنگلی سے نیچے فرش کی طرف اشارہ کیا۔ اور اتنا ہی کہا کہ "بس یہ وہی ہے"۔ نیچے میں نے دیکھا تو بجائے فرش کے ایک تالاب ہے جو بہت ہی شفاف آئینہ کی مانند ہے۔ بے حد روشن معلوم ہو رہا ہے اور اندر وہی پورا چاند آسمان والا یعنی اسی کا عکس مگر بہت ہی صاف گویا اصل چاند موجود ہے۔ میری آنکھ اس نظارے کے بعد کھل گئی اور میں نے سوچا کہ آپؑ نے کیسی واضح مثال دی ہے کہ جس دلِ صافی کے آئینہ میں عشق کے جذب سے اس چاند کا عکس اُتر گیا وہ وہی ہو گیا اور خلعتِ نبوت سے نوازا گیا۔

یہ خواب جب کبھی مجھے یاد آتا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دیکھا ہے۔ اب ایک روایت اسی ضمن میں سن لیں کہ آپؑ کو نبی ہی کہا اور سمجھا جاتا تھا۔ ایک دفعہ (شاید میں پہلے بھی بیان کر چکی ہوں) ایک غیر احمدی عورت نہ معلوم کیوں آ گئی۔ نیچے صحن میں بہت سی احمدی مہمان خواتین بھی بیٹھی تھیں وہ عورت کہنے لگی کہ ہم نے تو یہ کبھی نہیں سُنا تھا، کیا نبی ایسے ہوتے ہیں کہ

وہ انڈا بھی کھالیں اور پلاؤ بھی کھالیں؟ میں نے اوپر جاکر آپؑ کو اس کے یہی الفاظ بتائے آپؑ اس وقت مسجد میں لیٹے ہوئے تھے صحن میں، اسی طرح مسجد میں ہی اُٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے جوش سے فرمایا کہ "کیا بدبخت سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پاکیزہ چیزیں ان کے لئے ہی پیدا کی ہیں اپنے پیاروں کے لئے نہیں؟"

اُس وقت مجھے یاد ہے میں نے سوچا تھا کہ اس خاص جوش سے جو آپؑ نے اس عورت کی بات کا جواب دیا ہے تو یہ آپؑ کو صرف اپنے لئے اتنا رنج نہیں پہنچا ہوگا بلکہ آپؑ کو چونکہ حضرت رسول کریمؐ سے بیحد محبت ہے آپؑ کو یہ خیال بھی آیا ہوگا کہ یہ چیزیں اُس زمانہ میں نہ تھیں اگر اُس وقت ہم ہوتے اور یہ بعض خاص کھانے وغیرہ بھی ہوتے تو ہم اپنے پیارے نبی کریمؐ کی خدمت میں یہ بھی پیش کرتے۔ یہ اپنی اس عمر کے مطابق میرا خیال تھا اور یہ آپؑ کے عشقِ رسولِ اکرمؐ کے علم کا نتیجہ کہ میں نے اس رنگ میں سوچا — آپؑ کے عشقِ محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک اور مثال میں پہلے بھی کہیں لکھ چکی ہوں کہ ایک دفعہ حضرت نانا جانؓ حج کی باتیں کرنے لگے اور کہہ رہے تھے کہ اب تو بہت آسانیاں بھی ہو گئی ہیں پیشتر کی نسبت۔ آپ بھی تشریف لے چلیں۔ پہلے مکہ معظمہ جاکر حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر پھر وہاں سے مدینہ منورہ جائیں اور روضۂ پاک نبی کریمؐ کا بھی دیکھیں اور اب آگے کے سفر میں بھی بہت سہولتیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حضرت اقدسؑ سنتے رہے اور فرمایا کہ یہ تو سب ٹھیک ہے مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ میں روضۂ نبی کریمؐ کا دیکھ سکوں گا! یہ الفاظ آپؑ کے منہ سے نکل رہے تھے اور رقت طاری تھی۔ گوشہ ہائے چشم سے آنسو بہہ رہے تھے جن کو آپؑ ایک انگلی سے صاف کرتے جاتے تھے۔ میں آپؑ کے سرہانے ایک طرف آپؑ کے تکیہ پر ہی بیٹھی تھی آپؑ کا بیحد درد بھرے لہجے سے وہ فقرہ کہنا اور آنسو بہہ نکلنا مجھے کبھی نہیں بھول سکا۔

میری خواہران عزیز! آپ لوگ بھی اُٹھیں اور غیرت دکھائیں آپؑ کے آقا کو جو اپنے آقا کا عاشقِ صادق تھا اس کے محبوب کا نعوذ باللہ دشمن اور ان کے مرتبہ کو کم کر کے دکھانے والا بتا رہے ہیں جس نے تمام عمر اسی کے دین کی خدمت اور اس کی شان کو بالا کرنے کی کوشش میں گذار دی اُسی کو آج دین کو خراب کرنے والا وہ لوگ کہیں جنہوں نے اس دین کے لئے کبھی کوئی غم پریشہ کے برابر نہ کھایا تھا؟

اکثر نام نہاد مسلمان عوام کی طبائع پر جھوٹے سچے سُنا کر بہت بُرا اثر ڈالتے ہیں۔ کسی غیر احمدی سے بات کریں پتہ چل جائے گا کہ حقیقت کا علم نہیں ہمارے لٹریچر کی شکل نہیں دیکھی مگر بڑے وثوق سے سُنی سُنائی باتوں پر ایمان لائے بیٹھے ہیں۔ آپ سب کو اپنے اپنے محلوں میں لڑکیوں کو سکولوں کالجوں میں موقع ملتا ہے بغیر کسی کے رُعب میں آنے کے اور کچھ چھپانے کی ظاہر کرنے کی پالیسی پر عمل کرنے کے اپنے عقائد واضح کر کے بتلائیں، ان کی غلط فہمیاں دُور کریں، اور جہاں تک ہو سکے ان بے قصور پڑھے لکھے اور ان پڑھ ہر دو قسم کے جاہلوں کو روشنی دکھانے میں کوشاں رہیں۔ یہ کام آپ سب روزمرہ کے میل جول میں آسانی سے کر سکتی ہیں۔ ایک پڑھی لکھی سمجھدار بیگم ایک دفعہ مجھے کہیں ملیں اور پوچھا کہ آپ لوگوں کا کلمہ کیا ہے؟ سُنا ہے کچھ اور ہے اور وہ بہشت دوزخ کیسی ہے جو آپ نے بنائی ہوئی ہے۔ مجھے بڑا شوق تھا کہ کوئی قادیانی ملے تو پوچھوں۔ میں نے ان کی لاعلمی اور ذہنیت پر افسوس کرتے ہوئے ان کو سب کچھ جتنا اس وقت ممکن تھا بتایا تو بہت نادم ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک نمونہ بنائے اور ہم سب کو توفیق بخشے کہ حتی المقدور سبھی اس بوجھ کو اٹھانے میں مدد دیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کے کاندھوں پر ڈالا ہے اور ہم سب اپنا فرض جان کر عہد کریں کہ ہمیشہ ہم کو بھی آپؑ کے مشن کی تکمیل کے لئے کوشاں رہنا ہے آخر عورتوں کا بھی تو کچھ حصہ ہونا چاہیئے پھر آپ کیوں پیچھے رہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو۔ آمین۔

والسلام

مبارکہ

قرآن مجید (ہندی)

معزز احباب یہ خوشخبری سُن چکے ہیں کہ حال ہی میں قرآن مجید کا پہلا پارہ ہندی میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکا ہے وقت کے ایک نہایت ہی اہم تقاضے کو نظارت دعوت و تبلیغ پورا کرنے کی سعی جمیل کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

حتی المقدور کوشش کے باوجود طباعت میں چند غلطیاں رہ گئی ہیں۔

(۱) صفحہ ۱۱ لائن نمبر ۱ لفظ پر سکار پر نمبر ۲ درج کرنا رہ گیا ہے۔

(۲) صفحہ ۱۳ لائن نمبر ۳ فٹ نوٹ نمبر ۴ کی آیت نمبر سے پہلے ہزار میں رہ گیا ہے باقی کے پانچ ہزار میں آیت نمبر ۱۰، ۱۱ طبع کرایا گیا ہے

(۳) صفحہ ۵ لائن نمبر ۱ لفظ بارہ شک میں الف (۹۷) چھپتے وقت چھپ نہیں سکا تھا اس پارہ کے بارہ میں اپنی آراء سے نظارت دعوت و تبلیغ کو مطلع فرمائیں۔ مشکور ہوں گا۔

خاکسار خورشید احمد پربھاکر۔ قادیان۔ بھارت۔

ضروری اعلان

علاقہ مدراس۔ کیرالہ۔ بہار اور اڑیسہ کے احمدی احباب جو ایم۔ بی۔ بی۔ ایس یا بی۔ اے بی۔ ٹی ہوں۔ اور وہ بیرون ہندوستان مشرق بعید کے ایک ملک میں ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں ایسے احباب اپنے نام اور پتہ سے نظارت ہذا کو مطلع کر کے مزید تفاصیل حاصل کریں۔ ایسے احباب کا اپنے کام میں ماہر ہونے کے علاوہ انگریزی زبان میں بول چال اور خط و کتابت کا ملکہ ہونا ضروری ہے (ناظر امور عامہ قادیان)

درخواستہائے دعا: (۱) میرے ماموں مکرم چوہدری عبدالرحمن صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی ہیڈ ماسٹر ٹی۔ آئی ہائی سکول ربوہ سخت بیمار ہیں۔ آجکل میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ حالت تشویشناک ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ، خاندان مسیح موعودؑ، صحابہ کرام اور درویشان قادیان اور تمام احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور صحت و تندرستی والی زندگی عطا کرے۔ آمین۔ خاکسار محمد صدیق شاہد مربی سلسلہ احمدیہ منٹگمری — (۲) بندہ کو ایک نہایت ہی ضروری دینی کام درپیش ہے۔ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ ازراہ کرم درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری دلی آرزو پوری کرے۔ اور ہم سب کا انجام بخیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو۔ آمین۔ طالب دعا حاجی محمد ابراہیم

محترم شیخ امری عبیدی صاحب مرحوم کی نعش پورے فوجی اعزاز کیساتھ سپرد خاک کردی گئی

جنازہ کے جلوس میں ٹانگانیکا کے صدر کینیا اور یوگنڈا کے وزرائے اعظم اور دیگر اعلیٰ حکام کی شمولیت،
ملک بھر میں جھنڈے سرنگوں کردیئے گئے

(مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سابق مبلغ مشرقی افریقہ)

عزیز مکرم شیخ امری عبیدی صاحب مرحوم و مغفور کی وفات بہت رنجدہ سانحہ ہے۔ اسلام کے ایک شیدائی اور احمدیت کے فدائی۔ قوم و ملک کے وفادار خدمت گزار کی جدائی المناک اور تکلیف دہ ہے۔ مگر رضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ مولیٰ کریم کو جو پسند ہے اسی کے سامنے ہم سب کا سر تسلیم خم ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خاکسار کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ عزیز موصوف کی زندگی اور کارہائے نمایاں اور خدمتِ اسلام اور احمدیت کے لئے مخلصانہ جد و جہد اور قومی و ملکی خدمات کے متعلق مفصل مضمون لکھوں۔ بہت سے دوستوں نے یہاں بھی خاکسار کو تحریک کی ہے اور تعزیت کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ذکر خیر کے طور پر حالات لکھنے کے لئے کہا ہے۔ لیکن عاجز کی طبیعت پر اس مخلص خادمِ احمدیت کی وفات کا گہرا اثر ہے اور طبیعت میں ابھی اتنا سکون نہیں کہ بالتفصیل کچھ لکھ سکوں۔ علاوہ ازیں بعض ضروری حالات کے متعلق بھی خاکسار منتظر ہے کہ مشرقی افریقہ سے ان کی اطلاع پہنچ جائے تو طبیعت میں سکون ہونے پر حالات قلمبند کردوں۔

عزیز موصوف افریقہ کی احمدیہ جماعتوں کے ہی نہیں بلکہ تمام اسلامی افریقہ اور اپنے ملک کے جملہ باشندوں کے لئے ایک زینت تھے۔ وہ ایک بے مثال ہیرا کی حیثیت رکھتے تھے۔ عزیز موصوف ایک قیمتی موتی تھا جو بلا مبالغہ صدیوں بعد منصۂ شہود پر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں داخل کرے۔ اور ان کے شاندار کارناموں کے بابرکت نتائج پیدا کرے اور ان کے جملہ افسر بار اور مشرقی افریقہ کے تمام احمدیوں، مسلمانوں اور باشندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین

اس وقت میں احباب کی خدمت میں دعا کی تحریک سے تدفین کے کچھ حالات جو مجھے ابھی ابھی اپنے عزیزوں کے خطوط کے ذریعہ موصول ہوئے ہیں اور وہاں کے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں پیش کر دیتا ہوں۔

مورخہ ۱۶ راکتوبر بروز جمعہ پانچ بجے احمدیہ قبرستان چنگومبے کے قطعہ موصیان میں انہیں دفن کر دیا گیا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کی درخواست پر مولانا جلال الدین صاحب شمس کو ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے بعد عزیز موصوف کا جنازہ غائب پڑھایا جائے ہزاروں مخلصین نے اس جمعہ کو ربوہ میں جنازہ غائب پڑھا۔ اور اسی جمعہ کو پانچ بجے بعد نماز عصر ان کی تدفین دارالسلام میں عمل میں آئی۔ عزیز موصوف کا جنازہ ان کے گھر سے احمدیہ جماعت کے افراد نے اٹھایا اور دروازہ تک پہنچایا۔ باہر صحن میں جنازہ کو صدر جمہوریہ ٹانگانیکا و زنجبار ہز ایکسی لینسی مسٹر جولیس نیریرے مسٹر جومو کینیاٹا پرائم منسٹر کینیا کانو کی۔

اور ڈاکٹر ملٹن اوبوٹے پرائم منسٹر یوگنڈا جو خصوصی طور پر عزیز موصوف کی وفات کی خبر سن کر تدفین کے آخری فرائض انجام دینے کے لئے قریب کے ملکوں سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ نائب صدر مسٹر رشیدی کوا وا ٹانگانیکا اور نائب صدر عبید کرومے زنجبار سے اور حکومت کے تمام وزراء اور زنجبار کی انقلابی کونسل کے تمام ممبروں نے کندھوں پر اٹھایا اور باہر سڑک تک لائے اور میونسپلٹی کی گاڑی میں رکھا۔ اس جلوس تدفین میں پندرہ ہزار افریقین اور دوسری اقوام کے لوگ شامل تھے ایک میل سے لمبا یہ جلوس تھا۔ موٹروں اور پیدل احباب و رفقاء اور دوستوں کا یہ قافلہ شہر سے ہوتا ہوا احمدیہ قبرستان پہنچا۔ حصول آزادی کے بعد دارالسلام میں آج تک اتنا بڑا ماتمی جلوس دیکھنے میں نہیں آیا۔ جمعہ کے دن حکومت نے بارہ بجے سے سرکاری تعطیل کا اعلان کر دیا تاکہ لوگ جنازہ میں شامل ہوں۔

مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب قائمقام انچارج مبلغ ٹانگانیکا نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس موقعہ پر یہ بھاری اجتماع عالم حزن و غم کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ حتیٰ کہ تدفین مکمل ہوئی اور سب سے پہلے صدر جمہوریت ٹانگانیکا و زنجبار نے عزیز محترم شیخ امری عبیدی صاحب مرحوم و مغفور کی قبر پر پھولوں کی چادر رکھی۔ ان کے بعد زنجبار کے نائب صدر۔ کینیا، ٹانگانیکا اور یوگنڈا کے پرائم منسٹروں نے پھولوں کی چادریں بچھائیں اور پورے فوجی اعزاز کے ساتھ اسلام کے اس بہادر سپوت۔ احمدیت کے مخلص فرزند اور قوم و ملک کے بے لوث خادم اور راس عاجز کے نہایت ہی وفادار ساتھی اور عزیز کو جس نے پچیس سال کا عرصہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے خاکسار کے ساتھ بسر کیا سپرد خاک کیا گیا اور مرحوم سب مجھ کو داغِ مفارقت دے کر ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو کر اپنے مولیٰ حقیقی کے پاس جا پہنچے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حکومت کے تمام اداروں اور عمارات پر ملکی جھنڈا سرنگوں کر دیا گیا۔

جماعت کے افراد مورو گورو۔ ٹانگا۔ ڈوڈومہ۔ ٹبورہ۔ ریفوجی سینکڑوں میل دور سے ریڈیو پر خبر سنتے ہی دارالسلام پہنچ گئے اور اپنے عزیز کی آخری خدمت کو بہت احسن طریق پر انجام دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

وہاں ہر شخص کی زبان پر عزیز مکرم شیخ امری عبیدی صاحب کی نیکی اور حسن کارکردگی کا عام ذکر ہے۔

چند دن تک انشاء اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کے متعلق ایک مفصل مضمون احباب کی خدمت میں پیش کروں گا۔

محتاج دعا: شیخ مبارک احمد

(بقیہ صفحہ ۸)

سے ان کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے۔ ان کی وفات ایک ذاتی نقصان کی حیثیت رکھتی ہے مزید برآں ان کی وفات ہماری قوم کے لئے بھی ایک عظیم نقصان ہے۔ ان کی عظیم لیاقتیں اور انکی خدمات جاسیں رہپش اس ملک کے لوگوں کے لئے ہمیشہ وقف رہیں۔ ہم اپنے درمیان اس خلاء کو برداشت کرنے کی تاب نہیں رکھتے؟

{E.A. Standard
Nairobi [illegible]-X-64}

مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوی اور چھ بچے چھوڑے ہیں جن میں سے چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ ایک لڑکی شادی شدہ ہے تین بچے چھوٹے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اہل و عیال کا محافظ ہو اور ان کو مرحوم کی نیکیوں کا وارث بنائے آمین۔

ایک جید عالم کی قبولِ احمدیت

(بقیہ صفحہ اول)

آئیں اور ہم سے اس بارہ میں گفتگو کریں ہم انشاء اللہ العزیز ان کو بھی قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی رو سے قائل کردیں گے کہ واقعی حضرت اقدس علیہ السلام مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں۔

مولانا موصوف کی تقریر تقریباً پون گھنٹہ جاری رہی۔ آپ کی تقریر کو ٹیپ ریکارڈ کرلیا گیا ہے۔ مولانا کی تقریر ختم ہونے کے بعد بعض غیراحمدی دوستوں نے سوالات شروع کئے۔ جن کے جوابات مکرم مولانا صاحب موصوف۔ مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل اور خاکسار نے دیئے نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد مولانا عبدالمنان صاحب بلبقری کے اعزاز میں دعوت طعام دی گئی جس میں احباب جماعت شریک ہوئے۔ اور جس کا جملہ انتظام مکرم سیٹھ میاں محمد حسین صاحب قائمقام امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

کھانے سے فارغ ہو کر مسجد میں ہی یہ علمی مذاکرہ جاری رہا۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد محترم مولانا صاحب موصوف پٹنہ واپس تشریف لے گئے۔ مکرم سیٹھ میاں محمد عمر صاحب سہگل ہمراہ گئے۔ مولانا صاحب کے دو فرزندوں نے بھی احمدیت کو قبول کرلیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ سو اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت عطا فرمائے۔ اور ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بہتوں کو ہدایت نصیب کرے۔ آمین اور ان سب بھائیوں کو جزائے خیر دے۔ جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں خاکسار سے تعاون کیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو تبلیغی مساعی جمیلہ بابرکت عطا فرمائے اور نیک نتائج ظاہر ہوں۔ آمین۔

خاکسار شریف احمد امینی کلکتہ

درخواست دعا۔ مکرم ماسٹر محمد صاحب احمدی آف خوردہ اڑیسہ کی اہلیہ صاحبہ بعارضہ ورم شکم ۲۲ اکتوبر سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت مرحومہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

"پردیسی"

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر۔ قادیان بھارت

"آیئے تشریف لایئے!!" میں نے انگریزی فیشن نوجوان کو بیٹھک کے اندر آنے اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ مسلمان ہیں؟" نووارد نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے استعجاب کے لہجہ میں دریافت کیا۔

"ہاں! میں مسلمان ہوں۔ میرے گھر سے مسلمانوں کا محلہ شروع ہوتا ہے۔ ہم لوگ قادیان۔ کا چھوٹے بڑے ملاکر اندازاً آٹھ سو افراد ہیں!!"

آپ کی تعریف؟ میں نے دریافت کیا۔

"میرا نام جنک راج ہے۔ میرا اصل وطن تو یہی پنجاب ہے لیکن آجکل میں دلی گورنمنٹ کے ایک بیسک اسکول میں ٹیچر ہوں۔ کوئی ۔/۲۵۱ روپے تنخواہ ہے۔ میرے گورو جی پنجاب کے دورے پر آئے ہوئے ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ وہ بہت بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ وہ کتاب بہت عمدہ ہے"۔

میز پر ترجمۃ القرآن ہندی کے سلسلے میں رکھی ہوئی کتب کو دیکھتے ہوئے انہوں نے پوچھا "کیا آپ ہندی جانتے ہیں؟"

"جی ہاں! تھوڑی بہت جانتا ہوں۔ ویسے پربھاکر پاس کیا ہے"۔

"اچھا! پھر تو آپ ہندی کے بہت بڑے عالم ہوئے۔ آپ کو ہندی اور سنسکرت کا کافی گیان ہے"۔ انہوں نے ساخرآمیز انداز میں کہا۔

میں نے ذرا جھجکی لیتے ہوئے کہا۔ "نہیں صاحب! البتہ پربھاکر کا اتنا فائدہ ضرور ہوا ہے کہ سفر میں اسٹیشنوں کے نام پڑھ لیتا ہوں۔ ورنہ جو نام والدین نے بعد پیدائش میرے لئے تجویز کیا تھا۔ میں پربھاکر ہو کر بھی وہی کا وہی ہوں۔ کیونکہ خورشید اور پربھاکر ہم معنی الفاظ ہیں۔

جنک راج۔ اچھا پربھاکر صاحب! آپ کس کو مانتے ہیں۔

پربھاکر۔ (مسکراتے ہوئے) میں اللہ تعالیٰ کو تو "ایک" مانتا ہوں۔ البتہ شیطان اور اس کے بہت سے ساتھیوں پر بھی میرا ایمان ہے!

جنک راج:۔ نہیں نہیں! میری مراد یہ ہے کہ آپ کس پیغمبر۔ رشی یا اوتار کو مانتے ہیں؟

پربھاکر:۔ اچھا! تو میں تمام نبیوں، رسولوں اور بزرگوں کو مانتا ہوں۔ کلمہ حضرت محمد صاحب کا پڑھتا ہوں۔ اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو آنحضرت کا خادم، حضور کی اُمت میں سے اس زمانہ کا مصلح ربانی جانتا ہوں۔

جنک راج:۔ پربھاکر صاحب! آپ پردیسی ہیں۔ یہ ملک آپ کا نہیں ہے!

پربھاکر:۔ آپ کا یہ خیال غلط ہے۔ میں ہندوستان میں پیدا ہوا۔ اسی میں بڑھا، کھیلا پھولا۔ ہندوستان میں تعلیم پائی، اور اب بھی ہندوستان میں موجود ہوں۔ اور اس وقت جتنے احمدی مسلمان قادیان میں موجود ہیں۔ سب کے سب ہندوستانی ہیں۔

جنک راج:۔ آپ یقین کیجئے کہ آپ لوگ پردیس میں بیٹھے ہیں۔

پربھاکر:۔ کیسے؟

جنک راج:۔ آپ وشواس کیجئے۔ یقیناً آپ سب پردیسی ہیں۔ پنڈت نہرو بھی پردیسی ہے (ان دنوں آنجہانی پنڈت نہرو زندہ تھے) اس کا جنم انگلینڈ میں ہوا۔ اس کے کپڑے پیرس سے دُھل کر آیا کرتے تھے۔ اس کا کلچر یورپ کا ہے۔

پربھاکر:۔ غالباً آپ بھول رہے ہیں۔ پنڈت جی کا جنم بھارت میں ہوا تھا۔ البتہ وہ پانچ سال کی عمر میں انگلینڈ حصولِ تعلیم کے لئے بھیجے گئے تھے۔ وہ تکمیلِ تعلیم کے بعد واپس بھارت تشریف لے آئے تھے ہندوستانی ہیں۔ ملک کے مفاد کے لئے ان کی خدمات نمایاں ہیں۔ ان کے فوٹو وہ دونوں کی تصاویر میں آپ کے سر پر گاندھی ٹوپی نظر آتی ہے۔ مگر بیسیوں تو اپنے ملک کے اندر ہی انگریزی فیشن نظر آتا ہے۔ پھر پنڈت جی پر یہ الزام کیسے؟

جنک:۔ پنڈت جی کو ہندی نہیں آتی۔ حالانکہ راشٹر یہ بھاشا ہندی ہے۔ وہ ایک قسم کا ڈکٹیٹر ہے۔ پندرہ سال سے گدی پر ہے۔

پربھاکر:۔ ہندی چند سال سے ملکی زبان قرار دی گئی ہے۔ پرانے لوگ اسے بہ تقاضائے عمر سیکھ نہیں سکے۔ اگر کسی ہندوستانی کو ہندی نہ آئے۔ تو وہ غیر ملکی کفورڑا ہی ہو جائے گا۔ ہمارے ملک میں لوک تنتر راجیہ (جمہوریت) ہے جن کے ذریعہ ممبران منتخب کئے جاتے ہیں۔ پنچایت سے لے کر راشٹرپتی تک چناؤ کا سسٹم ہے۔ اگر آپ لوگ پنڈت نہرو کو ڈکٹیٹر سمجھتے ہیں تو انہیں ووٹ نہ دیں۔ وہ بغیر ووٹوں کے آج تک زبردستی وزارت پر متمکن نہیں ہوئے۔ پبلک کے ووٹوں سے وہ پارلیمنٹ کے ممبر چنے جاتے ہیں تب پردھان منتری کے عہدہ پر مقرر کئے جاتے ہیں۔ اس صورت میں آپ ایسا الزام کیونکر دے سکتے ہیں۔

جنک راج:۔ آپ لوگ پردیسی ہیں یہ دیش آپ کے لئے پرایا ہے۔

پربھاکر:۔ میں نے پہلے آپ کو بتایا ہے کہ میں جنم سے لے کر اب تک ہندوستانی ہوں۔ بلکہ میں اور بہت سے دوسرے مسلمان جن کے آباؤ اجداد ہندوستانی قوموں سے مسلمان ہوئے وہ نسلاً بھی ہندوستانی ہیں۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جس کا انکار ہوی نہیں سکتا۔ دیکھئے راجہ امرپال سنگھ تعلقدار دلیپ سنگھ نے بتایا کہ:۔

"مسلمانوں کو اس ملک میں رہتے صدیاں گذر گئیں۔ ان کی نسلیں ہندوستانیوں کی نسلوں سے مل گئیں۔ اب وہ پیدائشی ہندوستانی ہیں"۔

(اخبار وکیل امرتسر ۷ر ستمبر ۱۹۲۳ء)

میں نے میز پر پڑی ہوئی مطالعہ بک میں سے یہ حوالہ پڑھ کر سنایا۔ میں نے محسوس کیا کہ ان کے دل کا خلجان دور نہیں ہوا۔ تب میں نے کہا۔

پربھاکر:۔ اگر آپ کا یہ خیال ہو کہ ابتدا میں مسلمان باہر سے آئے تھے اور پھر بھارت پر قابض ہو کر یہیں بس گئے۔ لہٰذا یہ پردیسی ہیں۔ اور ان کو واپس لوٹ جانا چاہیئے۔ تو پھر ازرہ کرم تاریخ بتایئے کہ باہر سے آکر بھارت میں بس جانے والی قوموں میں سر فہرست کس کا نام آئے گا۔ اور اس فارمولا کی بنا پر سب سے اول کونسی قوم ہو گی جو واپس لوٹے۔ میں دوسری اقوام سے صف اول میں ہوں گی؟ بھارتیہ اتہاس سے تو آپ بخوبی واقف ہی ہوں گے!

جنک راج۔ (کچھ لاجواب سے ہو کر) ہاں۔ تھوڑی بہت واقفیت ہے۔

پربھاکر:۔ اگر آپ کا یہ خیال ہو کہ بھارت میں چونکہ مسلمان اقلیت ہیں۔ اور برصغیر کے ایک ٹکڑے کا نام پاکستان رکھا جا چکا ہے۔ اس لئے اقلیت، اکثریت کے مقابلہ میں پردیسی ہے۔ تو پھر یہ بات قابل حل باقی رہ جاتی ہے کہ ہندوستان میں بعض دیگر اقوام بھی اقلیت میں ہیں وہ بھی پردیسی قرار دی جانی چاہئیں۔ اور اس طرح ان کے ارمان بھی پورے ہو جائیں گے۔ پنجابی صوبہ۔ ناگالینڈ، اور آخرکار مہاراشٹر کا مطالبہ مان کر ان لوگوں کو دیس سے نکال دینا چاہیئے۔ بھارت کے موجودہ مسلمانوں کو کوئی مسلمان دیس لینے کو تیار نہیں۔ کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ اس اقلیت کو بھارت سے نکالنے کے لئے موجودہ بھارت کا پھر ایک بار بٹوارہ کیا جائے؟ حالانکہ گاندھی جی نے تو کچھ اور ہی مشورہ دیا ہے؟

جنک راج:۔ وہ کیا؟

پربھاکر:۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ:۔

"مسلمانوں کا ہندوؤں کی مانند یہی وطن ہے ان کا ہندوستان سے نکالا جانا میں بالکل ناممکن سمجھتا ہوں۔ اس لئے ان کے ساتھ امن و امان سے رہنا ہی ایک طریقہ ہو سکتا ہے"۔

(اخبار وکیل امرتسر ۲۴ر جولائی ۱۹۲۶ء)

جنک راج:۔ مہاتما گاندھی جی تو ایک سیاسی آدمی تھے۔ اور سیاسی آدمی سب کو خوش کرنے والی باتیں کیا کرتے ہیں۔ دراصل ہندوستان مسلمانوں کا وطن نہیں ہے

پربھاکر:۔ تو گویا مذہب کی بنا پر مسلمانوں کا یہ وطن نہیں۔ بلکہ وہ محض مسلمان ہونے کی وجہ سے پردیسی ہیں۔

جنک راج:۔ مسلمانوں نے پاکستان جو بنا لیا ہے!

پربھاکر:۔ مجھے آپ کے خیال سے اختلاف ہے۔ ہمارے قیمتاؤں اور لیڈروں نے "پاکستان" کا مطالبہ "دو قومی تھیوری" کی بنا پر منظور نہیں کیا تھا۔ بلکہ انتہائی مشکلات اور مجبوری سے بادل ناخواستہ۔ کیونکہ انگریز مسلم لیگ کی رضامندی کے بغیر ہمارے دیش کو آزادی کی نعمت سے محروم کر رہا تھا۔ حالات کی مجبوری اور بے بسی کی وجہ سے اور صدیوں بعد آزادی کی نعمت کے مقابلہ میں دیش کو یہ قربانی کرنی پڑی۔ لیکن اگر آپ کا بھی دو قومی نظریہ ہی ہو۔ تو پھر اس نظریئے کے قائلین اور پاکستان کے نظریئے میں کوئی فرق نہیں۔

جنک راج:۔ میں یہ مسجد کے اندر والا مینار دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ کس نے بنوایا تھا۔ کیا آپ مجھے دکھلا سکتے ہیں؟

پربھاکر (ان کے یوں پہلو بدلنے پر) دیکھنے کو تو آپ یہیں سڑک پر کھڑے ہو کر دیکھ سکتے ہیں۔ دیکھئے کتنا اُونچا ہے۔

جنک راج۔ میں اسے اوپر چڑھ کر دیکھنا چاہتا ہوں۔

پربھاکر:۔ اس کے دکھانے کے لئے ایک دفتر ہے۔ میں وہاں آپ کو لئے چلتا ہوں۔ ہمارے ایریا میں جس قدر مقامات مقدسہ ہیں۔ ان کو دکھانے کا انتظام ہے۔ اور موٹی موٹی باتوں سے بھی جانکاری کرائی جاتی ہے۔

جنک راج:۔ آپ کی بڑی کرپا۔ تو مجھے وہاں پہنچا دیجئے۔

اس کے بعد میں ان کو دفتر زیارت مقامات مقدسہ میں پہنچا آیا۔

اور گھر پر لوٹ آنے کے بعد دیر تک میرے کانوں میں وہی "پردیسی" کا لفظ گونجتا رہا ــــ!!

بچے کی وفات اور قرآنی درخواست دعا۔ میرا لڑکا مسعود احمد خاں بعمر چار سال ۱۰ ستمبر کو وفات پا گیا (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ بچہ کی وفات کے بعد سے اب تک میری اہلیہ سخت بیمار ہے اس طرح میرا دوسرا لڑکا کلیم احمد خاں ادرہ [illegible]

چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی ادائیگی

جلسہ سے قبل ہونی ضروری ہے

جلسہ سالانہ قادیان قریب آ رہا ہے امید ہے کہ دوست اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے کے لئے تیاری کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو امسال جلسہ سالانہ میں شامل ہو کر اس کی برکات سے حصہ پانے کی سعادت بخشے۔ آمین۔

چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ کے انعقاد سے کافی روز قبل ہو جانی ضروری ہوتی ہے تاکہ جلسہ سالانہ کے انتظامات کی تکمیل سہولت کے ساتھ ممکن ہو سکے۔

جلسہ کے انتظامات شروع ہیں مگر کمی رقم کے باعث اس میں دقّت پیش آ رہی ہے کیونکہ بجٹ چندہ جلسہ سالانہ کے مقابل پر اصل آمد نصف متوقع بجٹ سے بھی کم ہوئی ہے۔ حالانکہ اشیاء خورد و نوش کی بڑھتی ہوئی گرانی کے مدنظر اخراجات منظور شدہ بجٹ سے کہیں زیادہ کرنے پڑیں گے۔

لہٰذا احباب جماعت اور بالخصوص سیکرٹریان مال کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی اور وصولی کے متعلق فوری طور پر توجہ فرمادیں اور کوشش کریں کہ جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ رہے جو اس چندہ کی ادائیگی آخر نومبر تک نہ کرے۔

اللہ تعالےٰ تمام احباب جماعت کو اس اہم فریضہ کی بجا آوری کی کما حقہٗ توفیق عطا فرمائے اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے آمین۔

خاکسار:۔
ناظر بیت المال قادیان

ضروری تصحیح

نظارت ہذا کی طرف سے مناظرہ یادگیر کتابی صورت میں شائع ہوا ہے اس کے پیش لفظ میں غلطی سے لکھا گیا ہے کہ

"تقسیم ملک سے قبل تو اکثر مناظرے ہوا کرتے تھے۔ لیکن تقسیم کے بعد یہ پہلا مناظرہ تھا۔ جسے تاریخی مناظرہ کہنا چاہیئے"

یہ بات تاریخی طور پر درست نہیں ہے۔ تقسیم ملک کے بعد جون ۱۹۵۸ء میں بمقام محبوب نگر ایک مناظرہ ہوا۔ جس میں ہماری طرف سے مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مناظر اور مکرم مولوی محمد سلیم صاحب معاون تھے۔ اور اہل سنت والجماعت کی طرف سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سونگڑوی مناظر تھے۔ یہ مناظرہ بھی تحریری تھا۔ اور چھپا ہوا موجود ہے۔ سو اس غلطی کا ازالہ اس اعلان کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"میں اُنہی سے پیوند ہے جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں"

از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بُخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے جو شخص سچے دل سے خدا تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا۔ جو اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالےٰ کے تمام خزانوں کو اپنا سمجھتا ہے اور امساک سے دُور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے ...... مجھے خدا تعالےٰ نے بتایا ہے کہ میرا اُنہی سے پیوند ہے جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔"

سیدنا حضرت اقدس نے مزید ارشاد فرمایا کہ

"تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے۔ اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کو چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اُسے پائے گا۔"

احباب کرام:۔ مالی فرائض کی انجام دہی کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ بالا ارشادات سے یہ واضح ہے کہ حضور احباب جماعت سے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے عملی تاکید فرماتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں کہ احباب جماعت باوجود اپنی ذاتی و خاندانی ضروریات اور مشکلات کے دین کے کاموں کو مقدم رکھتے ہوئے مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

خاکسار ناظر بیت المال قادیان

اِعلانِ دُعا

گذشتہ دنوں عزیزہ حبیبہ صوفیہ صاحبہ آف ماریشس (جو آجکل حکومت کے وظیفہ پر دہلی میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں) تین روز کے لئے قادیان تشریف لائیں۔ انہوں نے اپنے والد صاحب اور اپنی ہمشیرہ صاحبہ کی طرف سے اور خود اپنی طرف سے احمدیہ ایریا۔ درویش فنڈ اور صدقات کی صورت میں رقم اپنی بیمار بہن عزیزہ لیلا فاروقہ صوفیہ صاحبہ کی طرف سے داخل خزانہ کرواتے ہوئے اُن کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔

جملہ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ عزیزہ حبیبہ صوفیہ صاحبہ اور ان کی بیمار بہن کی شفایابی اور ان کے والدین کی دینی و دنیاوی بہتری کے لئے دعا فرمائیں۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

خبریں

بیروت ۲؍ نومبر۔ مکہ ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ شہزادہ فیصل کو شاہ سعود کی جگہ سعودی عرب کا بادشاہ مقرر کر دیا گیا ہے شاہ سعود کی علیحدگی کی کوئی وجہ بیان نہیں کی گئی لیکن کہا گیا ہے کہ وہ کافی عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔

نئی دہلی ۲۰؍ نومبر۔ بھارت کی وزیر اطلاعات و براڈکاسٹنگ شریمتی اندرا گاندھی نے آج پریس کانفرنس میں بتایا کہ برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر ولسن چاہتے ہیں کہ پردھان منتری شری شاستری جتنی جلد ممکن ہو سکے برطانیہ کے دورہ پر آئیں انہوں نے کہا کہ انہوں نے لندن میں مسٹر ولسن سے حکومت برطانیہ کی جنوبی مشرقی ایشیا کے متعلق پالیسی پر بھی بات چیت کی تھی پیکن کے متعلق بھی برطانیہ

کھیل کے میدان میں

قادیان ۲۳؍ نومبر۔ احمدی نوجوان اپنے مروجہ کھیلوں میں بھی حصہ لیتے ہیں چنانچہ گذشتہ پندرہ روز میں فٹ بال اور والی بال کے میچ کھیلے گئے ان کے نتائج اس طرح رہے احمدیہ ٹیم نے تین فٹ بال میچ کھیلے پہلا میچ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ٹ ٹیم کے ساتھ ہوا۔ ابن کا گراؤنڈ میں کھیلا گیا۔ احمدیہ ٹیم نے صفر کے مقابل پر چار گول سے یہ میچ جیتا۔ دوسرا میچ ڈالہ ہائر سیکنڈری سکول کے ساتھ انہی کی گراؤنڈ میں کھیلا گیا۔ دونوں ٹیمیں ایک ایک گول کر کے برابر رہیں۔ تیسرا میچ سکھ نیشنل کالج قادیان کے ساتھ کھیلا گیا جس میں ایک کے مقابل پر تین گول دے کر احمدیہ ٹیم کامیاب رہی (۲) احمدیہ والی بال ٹیم کا انڈسٹریل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ قادیان کی ٹیم کے ساتھ میچ ہوا۔ احمدیہ ٹیم نے بسٹ آف فائیو میں سے پہلی تین گیمیں بالترتیب ۱۵-۱۲، ۱۵-۴ اور ۱۵-۵ پوائنٹ سے جیت لیں۔

کے وزیر تجارت کی شمولیت کے متعلق مسٹر ولسن نے وضاحت کی کہ یہ انتظام سابق سرکار کا تھا۔ لیبر سرکار نے صرف اس پر عمل ہی کیا تاہم ان سے کامن ویلتھ ممالک اور خاص کر بھارت کے ساتھ تجارتی تعلقات پر

جلسہ سالانہ کیرنگ (اڑیسہ)

جماعت احمدیہ کیرنگ اپنا جلسہ سالانہ ۱۴ اور ۱۵ نومبر ۱۹۶۴ء کو زیر بروز ہفتہ و اتوار منعقد کر رہی ہے۔ احباب جماعت احمدیہ اڑیسہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس میں شمولیت فرما کر جلسہ کی رونق کو بڑھائیں۔ زیر تبلیغ احباب کو بھی ساتھ لائیں۔ خورد و نوش کا انتظام جماعت احمدیہ کیرنگ کے ذمہ ہوگا۔ البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ مبلغین اڑیسہ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج تبلیغ اڑیسہ بھی جلسہ میں شمولیت فرمائیں گے۔

خاکسار شیخ طاہر الدین
پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کیرنگ

مناظرہ یادگیر

مناظرہ یادگیر کے مطبوعہ کرنے کا انتظام ہونے کی اطلاع مکرم ناصر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کے علاوہ جماعت احمدیہ یادگیر سے بھی مل سکتی ہے۔

خاکسار محمد الیاس یادگیر

آپ کا چندہ ۸/۱۱/۶۴ کو ختم ہے

۱۰۰۸۔ میاں محمد شمس الدین صاحب کلکتہ
۱۰۲۸۔ بشیر الدین صاحب اڑیسہ
۱۰۶۳۔ جناب محمود سعدی اللہ صاحب جنرائی مرگال
۱۱۰۱۔ مکرمہ محمودہ خاتون صاحبہ کیرنگ اڑیسہ
۱۱۲۲۔ جناب ڈاکٹر حافظ عبداللہ صاحب مدراس
۱۲۱۹۔ ” عبدالغنی صاحب بٹ کشمیر
۱۲۵۲۔ ” بابو محمد یوسف صاحب جموں
۱۲۹۴۔ ” عبدالواحد صاحب آسنور
۱۳۱۰۔ حاجی عبدالصمد صاحب میسور
۱۳۲۱۔ جناب سیٹھ عبدالحی صاحب یادگیر
۱۴۹۹۔ ایم۔ اے رشید صاحب کیرالہ سٹیٹ
۱۵۲۰۔ ایس بزیڈ۔ ایم احمد صاحب گورکھپور یوپی
۱۵۲۴۔ جناب عبدالغنی آدم صاحب بیلگام میسور
۱۵۲۷۔ ” ایس۔ ایم سرور صاحب بھونیشور اڑیسہ
۱۵۳۰۔ الف۔ ایم۔ حبیب صاحب مسینہ
۱۶۳۹۔ محمد عنایت اللہ صاحب ناظر آباد یوپی
۱۶۴۴۔ شیخ قطب الدین صاحب کٹک
۱۶۶۹۔ اے۔ وی عبدالعزیز صاحب کوڈالی کیرالہ

مندرجہ بالا خریداران بدر کی خدمت میں گذارش ہے کہ آئندہ سال کا چندہ بدر بذریعہ ڈاک ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ چندہ میں دیری کرنے سے ایک طویل خط و کتابت کرنی پڑتی ہے جس سے وقت اور پیسہ کے اخراجات کے علاوہ دفتری کام میں بھی کافی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔

(مینیجر اخبار بدر قادیان)

پروگرام دورہ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر آنریری انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ یوپی و بہار ۱۱/۶۴ تا ۱۵/۱۲/۶۴

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ یوپی و بہار کے عہدیداران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر آنریری انسپکٹر بیت المال مورخہ ۱۱/۶۴ تا ۱۵/۱۲/۶۴ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق بغرض پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ جملہ عہدیداران کما حقہ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	قادیان	-	-	۶۴-۱۱-۱۱
۲	انبیٹہ ضلع سہارنپور	۶۴-۱۱-۱۲	۲	۱۴
۳	انجولی	۱۴	۱	۱۵
۴	سرسار نگر	۱۵	۱	۱۶
۵	صالح نگر	۱۶	۱	۱۷
۶	ساندھن	۱۷	۱	۱۸
۷	ننگلہ گھنو	۱۸	۲	۲۰
۸	بریلی	۲۰	½	۲۱
۹	شاہجہانپور	۲۱	۴	۲۵
۱۰	کانپور	۲۶	۱	۲۷
۱۱	سراٹھ سکرا	۲۷	۱	۲۸
۱۲	لکھنؤ	۲۸	½	۲۹
۱۳	بھدوہی	۲۹	۱	۳۰
۱۴	بنارس	۶۴-۱۲-۱	۱	۶۴-۱۲-۲
۱۵	پٹنہ	۲	۱	۳
۱۶	خانپور ملکی ضلع بہار	۴	۲	۶
۱۷	رانچی ضلع سلیہ	۶	۲	۸
۱۸	آرگو	۸	۱	۹
۱۹	جمشید پور	۹	۲	۱۱
۲۰	موسی بنی مائنز	۱۲	۱	۱۳
۲۱	قادیان	۱۵	-	

۴۔ پر کوئی اثر نہ پڑیگا۔ شریمتی اندرا گاندھی نے اس امر سے انکار کیا۔ انہوں نے شکایت کے طور سے اپنے سورگیہ پتا کے حلقہ پھولپور سے لوک سبھا کے لئے چناؤ لڑنے سے پہلوتہی کی اور کہا کہ ان کا بدترین مخالف بھی یہ نہ سوچے گا کہ میں چناؤ لڑتی تو ہار جاتی۔ شریمتی اندرا گاندھی نے بتایا کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ آل انڈیا ریڈیو کے لئے ایک ہزار کلو واٹ کا ٹرانسمیٹر لینے کی بجائے ۲۵۰ کلو واٹ کے دو ٹرانسمیٹر لئے۔ یہ بڑا ٹرانسمیٹر تیسرے پلان کی مدت کے دوران چالو ہو جائیں گے۔

چنڈی گڑھ۔ ۱۲؍ نومبر۔ پنجاب کے وزیر تعلیم شری پربودھ چندر نے آج اعلان کیا کہ فاتح عالم بھارتی ہاکی ٹیم کے ممبروں کے بچوں کو پنجاب کے گورنمنٹ سکولوں اور کالجوں میں مفت تعلیم دی جائے گی۔ ہمیں فخر ہے کہ ہاکی ٹیم نے یہ شاندار کارنامہ سرانجام دیا ہے۔